بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: علاجِ نبوی

# نظر لگنے کی حقیقت

# اور

# اس کا علاجِ نبوی

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: علاجِ نبوی

# نظر لگنے کی حقیقت

## اوراس کا علاجِ نبوی

قرآن وسنت اورمحدثین وفقہائے کرام کی ہدایات وتعلیمات کی روشنی میں نظر لگنے کا سبب اور اس کی حقیقت، نظر لگنے کا اثر ونقصان، نظر لگنے سے پیشگی حفاظت کے مسنون اعمال اورنظر لگنے کے بعداس کے اثرات ونقصانات سے حفاظت کا علاجِ نبوی اور جان ومال وغیرہ کی حفاظت کی مسنون دعائیں

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی

مصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اول: ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ جنوری 2015ء

صفحات: ۷۲

---

ملنے کے پتے

# فہرست


| | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | **تمہید** (از مؤلف) | ۵ |
| | (فصل نمبر ۱) **نظر لگنے کا وجود اور اس کی حقیقت** | ۷ |
| | نظر لگنا برحق ہے | ۱۰ |
| | نظر اپنے آپ کو بھی لگ سکتی ہے | ۱۳ |
| | نظر لگنے کا سبب اور اس کی حقیقت | ۱۵ |
| | (فصل نمبر ۲) **نظر لگنے کا اثر ونقصان** | ۲۸ |
| | کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی، تو وہ نظر لگنا ہوتی | 〃 |
| | تقدیرِ الٰہی کے بعد نظر لگنے کی وجہ سے بڑے طبقہ کی موت | ۳۰ |
| | نظر، انسان اور جانور کی موت کا سبب بن جاتی ہے | ۳۱ |
| | (فصل نمبر ۳) **نظر لگنے سے پیشگی حفاظت کے مسنون اعمال** | ۳۵ |
| | نظر لگنے سے پیشگی تعوذ اور حفاظت کی دعاء اور دَم | 〃 |

| | |
|---|---|
| اپنے آپ کو یا دوسرے کو اپنی نظر لگنے سے حفاظت کی دعاء | ۴۱ |
| نظر سے حفاظت کے لئے کھیتی میں ہانڈیاں وغیرہ نصب کرنا | ۴۵ |
| (فصل نمبر۴) **نظر لگ جانے پر علاجِ نبوی** | ۴۸ |
| نظر لگنے پر دَم کرنا | 〃 |
| نظر لگنے پر معوذتین سے دَم کرنا سنت ہے | ۵۰ |
| معوّذتین، جادو کا اثر دور کرنے کے لئے بھی مؤثر ہیں | ۵۲ |
| نظر لگنے پر دَم کرنے کی دوسری مسنون دعاء | ۵۴ |
| نظر لگنے پر دَم کرنے کی تیسری مسنون دعاء | ۵۵ |
| نظر لگنے پر دَم کرنے کی چوتھی مسنون دعاء | 〃 |
| نظر لگنے پر دَم کرنے کی پانچویں مسنون دعاء | ۵۶ |
| نظر لگنے پر اعضاء دھوئے ہوئے پانی سے علاجِ نبوی | ۵۷ |
| (فصل نمبر۵) **جان، مال وغیرہ کی حفاظت کی چند مسنون دعائیں** | ۶۸ |
| نعمتوں سے محروم نہ ہونے کی مسنون دعاء | 〃 |
| جسم اور اعضاء کی حفاظت وسلامتی کی مسنون دعاء | ۶۹ |
| زمین اور گھر میں برکت اور کھیتی کی حفاظت کی مسنون دعاء | ۷۰ |
| نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو جمع کرنے والی دعاء | 〃 |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تمہید

## (از مؤلف)

قرآن وسنت میں نظر لگنے اور نظر سے حفاظت اور اس موقع کی مختلف دعاؤں اور اذکار کا ذکر آیا ہے، مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسبابِ عادیہ کے درجہ میں نظر لگنے سے بڑے بڑے جانی و مالی نقصان کا سامنا ہوسکتا ہے، یہاں تک کہ نظر لگنے سے موت بھی واقع ہوسکتی ہے، جس طرح سے زہریلی چیز پیٹ میں جانے یا زہریلی چیز کے کاٹ لینے کی وجہ سے موت واقع ہوسکتی ہے، اہل السنۃ والجماعۃ نظر لگنے کے اثر اور نظر لگنے کے وجود کے قائل ہیں، اور اس کا انکار کرنے والے کو مادیت پرست اور اہلِ بدعت قرار دیتے ہیں، اور نظر کا لگنا اور نظر لگنے کے اثرات ونقصانات کا روزمرہ زندگی میں بکثرت تجربہ ومشاہدہ بھی کیا جاتا ہے، اسی وجہ سے نظر لگنے سے حفاظت کے دنیا میں مختلف علاج معالجے اور تدابیر رائج ہیں، جن میں سے کئی علاج اور تدابیر غیر شرعی یا غیر مؤثر ہیں، مگر احادیث میں نظر سے پیشگی حفاظت وسدِّ باب اور نظر لگنے کے بعد اس سے نجات کے انتہائی قیمتی، عالیشان اور زوداثر وپاکیزہ اعمال واوراد کو تجویز کیا گیا ہے، جن کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں نظر لگنے سے پیشگی حفاظت بھی ہوسکتی ہے، اور نظر لگنے کے بعد اس کے نقصانات سے بھی محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

مگر آج کل معاشرہ میں ایک طبقہ تو ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ جو نظر لگنے کے وجود کا ہی قائل نہیں، اور وہ اس کو صرف ایک توہم پرستی کی چیز سمجھے ہوئے ہے، جبکہ ایک طبقہ ایسا ہے کہ جو نظر لگنے کی حقیقت سے ناواقف ہے، جس کی وجہ سے کئی غلط فہمیوں کا شکار ہے۔

اور اس سلسلہ میں ایک طبقہ کا حال یہ ہے کہ وہ نظر لگنے کے وجود اور اس کے اثر کو تو تسلیم کرتا ہے، لیکن وہ اس سے حفاظت ونجات کے لئے مختلف قسم کے ٹوٹکے یا من گھڑت وغیر شرعی طریقے اختیار کئے ہوئے ہے۔

ان سب چیزوں کی اصلاح کے لئے اس سلسلہ میں قرآن وسنت کی پاکیزہ تعلیمات وہدایات کوملاحظہ کرنا ضروری ہے۔

بندہ نے اس مقصد کے لئے ’’نظر لگنے کی حقیقت اوراس کا علاجِ نبوی‘‘ کے نام سے ایک کتابچہ مرتب کیا ہے، جس میں اس موضوع کو کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اس کتابچہ کو پانچ فصلوں پر مرتب کیا گیا ہے، جن میں سے پہلی فصل نظر لگنے کے وجود اور اس کی حقیقت پر مشتمل ہے۔

اور دوسری فصل نظر لگنے کے اثر اوراس کے نقصان پر مشتمل ہے۔

اور تیسری فصل نظر لگنے سے پیشگی حفاظت کے مسنون اعمال پر مشتمل ہے۔

اور چوتھی فصل نظر لگنے پراس کے علاجِ نبوی پر مشتمل ہے۔

اور پانچویں فصل جان، مال وغیرہ کی حفاظت کی چند مسنون دعاؤں پر مشتمل ہے۔

اور یہ تمام فصلیں ہی شریعت کی مستند تعلیمات اور معتبر احادیث پر مشتمل ہیں۔

اور موجودہ دور میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمان ان تعلیمات وہدایات کو سمجھیں اوران کے مطابق عمل کریں، اوراپنے آپ کو غیر شرعی چیزوں سے محفوظ رکھیں۔

اور مسنون اعمال کو اختیار کر کے کئی قسم کے جانی، مالی اور دوسرے قسم کے نقصانات، حادثات اور آفات سے نجات حاصل کریں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے، اورامت کے لئے نافع ومفید بنائے۔آمین۔فقط۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان

۲۵/ ربیع الاول/ ۱۴۳۶ھ 17 / جنوری/ 2015ء، بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(فصل نمبر ۱)

# نظر لگنے کا وجود اور اس کی حقیقت

مفسرین اور اہلِ علم حضرات نے نظر لگنے کے اثر اور نظر لگنے کے وجود کو قرآن مجید کی بعض آیات سے ثابت کیا ہے، اور کئی احادیث میں صراحتاً نظر لگنے کا نہ صرف یہ کہ ذکر آیا ہے، بلکہ نظر لگنے کو برحق قرار دیا گیا ہے، جس کی ذیل میں تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ يَابَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (سورة يوسف، رقم الآية ٦٧)

ترجمہ: اور فرمایا (حضرت یعقوب نے) اے میرے بیٹو! تم داخل مت ہونا ایک دروازہ سے، اور تم داخل ہونا متفرق دروازوں سے، اور نہیں فائدہ پہنچا سکتا میں تم کو اللہ کے مقابلہ میں کسی چیز کا بھی، حکم صرف اللہ کا ہوتا ہے، اسی پر بھروسہ کیا میں نے، اور اسی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے (سورہ یوسف)

مذکورہ آیت میں حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کے اپنے بیٹوں کو جو کہ گیارہ بھائی تھے، مصر کے دروازے سے داخل ہوتے وقت ایک خاص وصیت کرنے کا ذکر ہے کہ تم شہر کے ایک ہی دروازہ سے سب داخل نہ ہونا بلکہ شہر کے پاس پہونچ کر متفرق ہو جانا اور شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔

بہت سے مفسرین نے اس وصیت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ و

السلام کے یہ سب گیارہ بیٹے نو جوان، صحت مند، قدآور اور صاحبِ جمال وصاحبِ وجاہت لوگ تھے، اور یہ اندیشہ تھا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ سب ایک ہی باپ کی اولاد اور بھائی بھائی ہیں، تو کسی کی نظر نہ لگ جائے جس سے ان کو کوئی تکلیف پہنچے یا اجتماعی طور سے داخل ہونے کی وجہ سے کچھ لوگ ان سے حسد کرنے لگیں اور کوئی دوسری تکلیف پہنچائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی نظر لگ جانا اور اس سے کسی دوسرے انسان یا جانور وغیرہ کو تکلیف ہو جانا یا نقصان پہنچ جانا حق ہے، محض جاہلانہ وہم وخیال نہیں اسی لئے حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کو اس کی فکر ہوئی، اور اس سے بچنے کی تدبیر بتلائی۔

کسی انسان کے جان و مال میں نظر لگنے کا اثر مسمریزم کی طرح ہے، اور یہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ مضر دوا یا غذا انسان کی بیماری کا سبب بن جاتی ہے، اور گرمی یا سردی کی شدت سے امراض پیدا ہو جاتے ہیں، اسی طرح نظرِ بد یا مسمریزم کے تصرفات بھی اسبابِ عادیہ میں سے ہیں کہ نظر یا خیال کی قوت سے اس کے مُضِر اثرات ظاہر ہو جاتے ہیں اور ان کی تاثیر ذاتی نہیں ہوتی، بلکہ یہ تمام اسباب، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت وارادہ کے تابع ہیں، اللہ کے فیصلہ اور تقدیر کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اسی لئے حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے نظرِ بد وحسد سے حفاظت کی تدبیر کی نصیحت کرنے کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ:

وَمَآ اُغۡنِیۡ عَنۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَعَلَیۡہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ .

مطلب یہ ہے کہ نظر بد سے بچنے کی جو تدبیر میں نے بتلائی ہے، میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ کو نہیں ٹال سکتی، حکم تو صرف اللہ ہی کا چلتا ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے، اور دوسروں کو بھی یہی چاہئے کہ وہ اللہ پر ہی بھروسہ کریں، ظاہری اور مادی تدبیروں پر بھروسہ نہ کریں، البتہ انسان کو ظاہری تدبیر کرنے کا حکم ہے، میں نے بھی ایک ظاہری تدبیر بتلائی

ہے، اور اس کے بعد معاملہ کو اللہ کے حوالہ کر دیا ہے۔ ؎

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

**وَإِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهُ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ** (سورة القلم، رقم الآيات ۵۱، ۵۲)

---

؎ وقال يعقوب لما أراد بنوه الخروج من عنده يا بنى لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من أبواب متفرقة لانهم كانوا ذوى جمال وابهة وقوة وامتداد قامة مشتهرين فى المصر بالقربة والكرامة عند الملك -فخاف عليهم العين وقد ورد فى الحديث العين حق وقد ذكرنا ما ورد فى ذلك فى سورة نون فى تفسير قوله تعالى وإن يكاد الذين كفروا ليزلقونك بأبصارهم الاية -ولعله لم يوصهم بذلك فى الكرة الاولى لانهم كانوا مجهولين حينئذ وكان الداعى اليه خوفه على بنيامين -وعن ابراهيم النخعى انه قال ذلك لانه كان يرجو ان يروا يوسف فى التفرق والاول أصح(التفسير المظهرى، ج۵ص ۱۷۹، سورة يوسف)

قوله تعالى يا بنى لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من أبواب متفرقة قال ابن عباس والحسن وقتادة والضحاك والسدى كانوا ذوى صورة وجمال فخاف عليهم العين وقال غيرهم خاف عليهم حسد الناس لهم وأن يبلغ الملك قوتهم وبطشهم فيقتلهم خوفا على ملكه وما قالته الجماعة يدل على أن العين حق.وقد روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال العين حق(أحكام القرآن،للجصاص، ج۴ص ۳۹۰،سورة يوسف،مطلب:العين حق)

وقوله :(ولو كان شىء سابق القدر سبقته العين) فالذى أرى فى ذلك أن الأصل فيه أن الله سبحانه وتعالى خلق عباده ففضل بعضهم على بعض كما شاء ، والمفضول يعرضه الحسد، والمتعين على الفاضل أن لا يتعرض لغيظ أخيه المفضول بإكثار عليه رؤية ما يغيظه من فضله أو ما يزيده من حسده إياه، ولكن ليكن ذلك على حسن تدبير، وليحرص فى أن يتجاف هذه الحال مع الأقرب فالأقرب من أهله ومعارفه فإنهم له أحسد إلا من وقى الله، فإذا تظاهر الفاضل فى حال أو جمال أو مال بما من الله تعالى به عليه غائظًا به المفضول تعرض من الله تعالى لإزالة ذلك الشىء ، فيكون رؤية ذلك الناظر له قد كانت سببًا لأن غضب الله فأزال ذلك الذى كان الحاسد يحسد فيه .فإن العين لا تنال ذلك إلا من هذه الطريق.وعلى هذا أرى قوله تعالى :(وقال يا بنى لا تدخلوا من باب واحد)؛ لأنه أراد أنكم إذا دخلتم وأنتم أحد عشر ولدًا ذكرًا فى مرة كان ذلك جالبًا لتذكر الناس بالتعجب منكم، فإنكم ولد رجل واحد، فإذا دخلتم من أبواب متفرقة لم يكن ذلك من المثير لحسد الناس كما يكون إذا دخلتم من باب واحد، (ولما دخلوا من حيث أمرهم أبوهم) كان ذلك لبركة قبولهم منه داعية إلى زيادتهم وجدان يوسف فإنه جاء هم ملكًا، ولو قدر لهم أن يخالفوا يعقوب عليه السلام كانوا أقرب إلى النقص؛ فهذه الآية فى العين(الإفصاح عن معانى الصحاح،ج۳ص ۲۲۶، مسند ابنِ عباس، لابى المظفر محمد بن هبيرة الذهلى الشيبانى)

ترجمہ: اور قریب ہے کہ جنہوں نے کفر کیا، وہ لوگ قدم اکھاڑ دیں آپ کے اپنی نظروں سے، جب وہ سنتے ہیں قرآن کو، اور کہتے ہیں کہ بے شک یہ تو مجنون ہے، حالانکہ نہیں ہے یہ (قرآن) مگر ذکر تمام عالم والوں کے لئے (سورہ قلم)

کئی مفسرین نے ان آیات سے یہ مراد لیا ہے کہ کافر لوگ حسد وبغض کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی نظر سے دیکھتے تھے، جس سے قریب تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نظرِ بد کا شکار ہو جاتے، مگر اللہ نے آپ کی حفاظت فرمائی، جس سے نظرِ بد کا ثبوت ہوتا ہے۔

اور حضرت حسن بصری کے بارے میں منقول ہے کہ جس شخص کو نظر لگ گئی ہو، اس پر یہ آیات پڑھ کر دَم کرنا مفید ہے۔ [1]

# نظر لگنا برحق ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعَیْنُ حَقٌّ (بخاری) [2]

---

[1] بندہ نے کئی بزرگوں سے اس آیت کے نظرِ بد سے حفاظت کے موثر ہونے کا سنا ہے، اور خود بھی اس کو نظرِ بد سے حفاظت کے لئے موثر ہونے کا متعدد مرتبہ تجربہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد رضوان۔

وإن يكاد الذين كفروا ليزلقونک بأبصارهم قال ابن عباس ومجاهد وغيرهما ليزلقونک لينفذونک بأبصارهم أى يعينونک بأبصارهم بمعنى يحسدونک لبغضهم إياک لولا وقاية الله لک وحمايته إياک منهم، وفى هذه الآية دليل على أن العين إصابتها وتأثيرها حق بأمر الله عز وجل، كما وردت بذلک الأحاديث المروية من طرق متعددة كثيرة(تفسير ابن كثير، ج۸ص ۲۱۹، سورة القلم)

(وإن يكاد الذين كفروا ليزلقونک بأبصارهم) وقرىء ليزلقونک بفتح الياء من زلقه بمعنى أزلقه ويزهقونک وإن هى المخففة واللام دليلها والمعنى أنهم من شدة عداوتهم لک ينظرون إليک شزرا بحيث يكادون يزلون قدمک فيرمونک من قولهم نظر الى نظرا يكاد يصرع عنى أى لو أمكنه بنظره الصرع لفعله أو أنهم يكادون يصيبونک بالعين إذ قد روى أنه كان فى بنى أسد عيانون فأراد بعضهم أن يعين رسول الله صلى الله عليه وسلم فنزلت وفى الحديث إن العين لتدخل الرجل القبر والجمل القدر ولعله من خصائص بعض النفوس وعن الحسن دواء الإصابة بالعين أن تقرأ هذه الآية (تفسير أبى السعود، ج۹ص ۲۰، سورة القلم)

[2] رقم الحديث ۵۷۴۰، كتاب الطب، باب العين حق .

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے (بخاری)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعَيْنُ حَقٌّ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے (ابنِ ماجہ)

حضرت حابس تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا شَيْءَ فِي الْهَامِ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ھام میں کچھ نہیں، اور نظر لگنا برحق ہے (ترمذی)

ھام یا ھامّہ کے معنٰی ''کھوپڑی'' اور ''پرندہ'' کے آتے ہیں، اور مذکورہ حدیث میں پرندہ والے معنٰی مراد ہیں، کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں عرب کے لوگ پرندے سے بدشگونی اور نحوست مراد لیتے تھے اور اس کے متعلق ان میں طرح طرح کی بے سروپا باتیں پھیلی ہوئی تھیں، مثلاً:

(۱)......ان کا خیال تھا کہ مقتول کے سر سے ایک پرندہ نکلتا ہے جس کا نام ھامہ ہے وہ ہمیشہ فریاد کرتا رہتا ہے کہ مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ اور جب مقتول کا بدلہ قاتل سے لے لیا جاتا ہے، تو پھر یہ پرندہ بہت دور اُڑ جاتا ہے۔

(۲)......بعض کا خیال تھا کہ مُردہ کی ہڈیاں جب بوسیدہ اور ختم ہوجاتی ہیں تو وہ ھامہ (خاص پرندہ) بن کر قبر سے نکل جاتی ہیں اور اِدھر اُدھر گھومتی رہتی ہیں اور

---

[1] رقم الحديث ۳۵۰۶، كتاب الطب، باب العين.

قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره (حاشية ابنِ ماجه)

[2] رقم الحديث ۲۰۶۱، ابواب الطب، باب ما جاء أن العين حق والغسل لها، مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۶۲۷.

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح لغيره (حاشية مسند احمد)

اپنے گھر والوں کے پاس آ کر چیختی چلّاتی ہیں۔

آج کل عوام اسے مُردہ کی روح یا اس کا ہمزاد کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ مرنے والے کے اہل وعیال سے صدقہ خیرات مانگتی ہے یا اپنے گھر والوں کو اپنے بارے میں بتلاتی ہے۔

حالانکہ اسلام کی تعلیمات میں اس طرح مُردوں کی روحیں دنیا میں لوٹ کر آنا ثابت نہیں۔

(۳)......بعض کا یہ اعتقاد تھا کہ ھامہ وہ اُلّو یا رات میں نکلنے والا پرندہ ہے جو کسی کے گھر پر بیٹھ کر آوازیں لگاتا ہے اور انہیں ہلاکت وبربادی اور موت کی خبریں دیتا ہے، اہلِ عرب کی عادت تھی کہ جب یہ لوگ اس پرندے کی آواز سنتے تھے، تو اس سے بدشگونی لیا کرتے تھے، اگر وہ پرندہ کسی کے گھر پر بیٹھ جائے تو اس مکان کے رہنے والے خوف زدہ ہوجاتے اور یہ سمجھنے لگتے تھے کہ ان میں سے کوئی آدمی مرجائے گا یا گھر تباہ وبرباد ہوجائے گا، اسی طرح وہ کوّے کو جُدائی یا بربادی کا پیغام رساں سمجھتے تھے۔

حالانکہ بعض پرندے غیر آباد مکانوں میں انڈے بچّے دینے کے لئے رہتے ہیں تاکہ لوگوں سے دُور ہونے کی وجہ سے ان کے انڈے بچّے انسانوں کی دسترس سے محفوظ رہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے عقیدہ ونظریہ کو باطل قرار دیا اور ایسا اعتقاد رکھنے سے منع فرمایا اور واضح فرمایا کہ ھامہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ [1]

---

[1] قوله :(ولا هامة) الهامة الرأس واسم طائر وهو المراد فى الحديث، وذلك أنهم كانوا يتشاءمون بها وهى من طير الليل، وقيل :هى البومة، وقيل :كانت العرب تزعم أن روح القتيل الذى لا يدرك بثأره يصير هامة فيقول :اسقونى اسقونى، فإذا أدرك بثأره طارت، وقيل :كانوا يزعمون أن عظام الميت وقيل :روحه تصير هامة فتطير ويسمونه :الصدى، فنفاه الإسلام ونهاهم عنه،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن اسی کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کے بارے میں فرمایا کہ نظر لگ جانا برحق ہے، نظر لگ جانے کو برحق اس لئے کہا گیا کہ نظر لگنے میں بظاہر کوئی مادی اور حسّی چیز دوسرے کو لگنا نظر نہیں آتی، اس لئے ممکن تھا کہ کوئی ھامّہ کی طرح نظر لگنے کے وجود کو تسلیم نہ کرتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر نظر کے وجود اور اس کے اثر کے برحق ہونے کی نشاندہی فرمادی۔

## نظر اپنے آپ کو بھی لگ سکتی ہے

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأٰی أَحَدُکُمْ مِنْ نَّفْسِہٖ وَأَخِیْہِ مَا یُعْجِبُہٗ فَلْیَدْعُ بِالْبَرَکَۃِ فَإِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے آپ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وذكره الهروى فى الهاء والواو، وذكره الجوهرى فى الهاء والياء (عمدة القارى، ج ۲۱ ص ۲۴۷، كتاب الطب ،باب الجذام)

(ولا هامة) : بتخفيف الميم فى الأصول المعتمدة والنسخ المصححة، وهى اسم طير يتشاء م به الناس وهى الصدى، وهو طير كبير يضعف بصره بالنهار، ويطير بالليل، ويصوت ويسكن الخراب، ويقال له :بوم، وقيل :كوف، وكانت العرب تزعم أن عظام الميت إذا بليت وعدمت تصير هامة، وتخرج من القبر وتتردد وتأتى بأخبار أهله، وقيل :كانت تزعم أن روح القتيل الذى لا يدرك بثأره تصير هامة فتقول :اسقونى اسقونى، فإن أدرك بثأره طارت، فأبطل -صلى الله عليه وسلم -هذا الاعتقاد .قال أبو داود فى سننه، قال بقية :سألت ابن راشد عن قوله " :لا هامة "فقال :كان أهل الجاهلية يقولون :ليس أحد يموت فيدفن إلا خرج من قبره هامة.

وقال النووى هى بتخفيف الميم على المشهور، وقيل :بتشديدها وفيها تأويلان أحدهما :أن العرب كانت تتشاء م بها وهى من طير الليل، وقيل :هى البومة .قالوا :كانت إذا سقطت على دار أحدهم يراها ناعية له نفسه أو بعض أهله، وهو تفسير مالك بن أنس .وثانيهما :كانت العرب تزعم أن عظام الميت، وقيل روحه تنقلب هامة تطير، وهذا تفسير أكثر العلماء، وهو المشهور، ويجوز أن يكون المراد النوعين معا، فإنهما باطلان (مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۸۹۴، كتاب الطب والرقى، باب الفال والطيرة)

[1] رقم الحديث ۷۴۹۹، كتاب الطب.

قال الحاكم:هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه بذكر البركة "

وقال الذهبى فى التلخيص:صحيح.

میں اور اپنے بھائی میں پسندیدہ چیز دیکھے، تو برکت کی دعاء کردے، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے (حاکم)

اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ مِنْ نَّفْسِهٖ أَوْ مَالِهٖ أَوْ أَخِيْهِ مَا يُحِبُّ فَلْيُبَرِّكْ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے اندر یا اپنے مال میں یا اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز دیکھے، جو اسے پسند آئے، تو برکت کی دعاء دے، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے (حاکم، ابویعلیٰ)

مذکورہ حدیث میں پہلے تو اپنے اندر کسی پسندیدہ چیز کے دیکھنے پر اور پھر اپنے بھائی میں پسندیدہ چیز دیکھنے پر برکت کی دعاء کرنے کا ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ برکت کی دعاء کرنے سے نظر لگنے سے حفاظت ہو جاتی ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے، اور پھر اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ نظر لگنا برحق ہے، جس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات انسان کی اپنی نظر خود اپنی جان اور مال وغیرہ کو بھی لگ جاتی ہے، اور بعض اوقات دوسرے کی جان اور مال میں بھی نظر لگ جاتی ہے، خواہ دوسرا اپنا عزیز ہو یا اجنبی۔ [2]

مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر لگنے کا وجود برحق ہے، اور نظر کے وجود بلکہ تاثیر سے متعلق اور بھی کئی احادیث ہیں۔

---

[1] رقم الحدیث ۷۵۰۰، کتاب الطب، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۷۱۹۵.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.
وقال حسين سليم أسد: إسناده جيد (حاشية ابی یعلیٰ)

[2] (إذا رأى أحدكم من نفسه أو أهله أو ماله أو من أخيه ما يعجبه) ما يستحسنه ويرضاه (فليدع له بالبركة) وذلك؛ لأن الإعجاب قد تتولد عنه العين فيجب عليه دفع ضررها بأن يقول بارك الله لي أو لك في نفسك وأهلك ومالك فإن العين حق سيأتي الكلام عليها من حرف العين وفيه: أن الإنسان قد يعين نفسه أو أهله أو ماله وأن الدعاء بالبركة يدفع ضررها (التنوير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۶۱۸)

اور اسی وجہ سے جمہور علماء نظر لگنے کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں، اور بحکمِ الٰہی انسانوں اور دوسری چیزوں میں نظر کی تاثیر کے قائل ہیں، اور تجربہ ومشاہدہ سے بھی نظر لگنے کے وجود کا ثبوت ہوتا ہے۔

البتہ مادیت زدہ اور آزاد خیال لوگوں کا ایک طبقہ نظر لگنے کے وجود اور تاثیر کا قائل نہیں، مگر ان لوگوں کا یہ نظریہ احادیث اور مشاہدہ وعقل کے خلاف ہے۔ [1]

# نظر لگنے کا سبب اور اس کی حقیقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

---

[1] ثبوت العين :الإصابة بالعين ثابت موجود أخبر الشرع بوقوعه فى الكتاب والسنة فقال الله تعالى :(وإن يكاد الذين كفروا ليزلقونك بأبصارهم) أى يعتانونك بعيونهم فيزيلونك عن مقامك الذى أقامك الله فيه عداوة وبغضا فيك، فهم كانوا ينظرون إليه نظر حاسد شديد العداوة يكاد يزلقه لولا حفظ الله وعصمته له.

وقد أرادوا بالفعل أن يصيبوه بالعين فنظر إليه قوم من قريش كانوا مشتهرين بذلك فقالوا :ما رأينا مثله ولا مثل حججه، بقصد إصابته بالعين، فعصمه الله من شرورهم وأنزل عليه هذه الآية الكريمة

وروى أبو هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :العين حق وروى أبو ذر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :العين تدخل الرجل القبر والجمل القدر.

وإنما يكون ذلك بإرادة الله تعالى ومشيئته، قال ابن العربى :إن الله يخلق عند نظر العائن إلى المعاين وإعجابه به إذا شاء ما شاء من ألم أو هلكة، وكما يخلقه بإعجابه وبقوله فيه فقد يخلقه ثم يصرفه دون سبب، وقد يصرفه قبل وقوعه بالاستعاذة، فقد كان عليه الصلاة والسلام يعوذ الحسن والحسين رضى الله عنهما بما كان يعوذ به إبراهيم ابنيه إسماعيل وإسحاق عليهم السلام بقوله: أعوذ بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱ص ۱۲۰، ۱۲۱، مادة "عين")

الإصابة بالعين :ذهب جمهور العلماء إلى أن الإصابة بالعين ثابتة موجودة، ولها تأثير فى النفوس، وتصيب المال، والآدمي، والحيوان .والأصل فى ذلك ما رواه مسلم من حديث ابن عباس رضى الله عنه رفعه العين حق، ولو كان شيء سابق القدر سبقته العين، وإذا استغسلتم فاغسلوا .

وما روى أبو هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :العين حق .ونهى عن الوشم .

وأنكر طائفة من الطبائعيين وطوائف من المبتدعة العين لغير معنى، وأنه لا شيء إلا ما تدركه الحواس الخمس وما عداها فلا حقيقة له .والدليل على فساد قولهم :أنه أمر ممكن، والشرع أخبر بوقوعه فلا يجوز رده(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳ ص ۳۰، مادة "تعويذ")

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْعَیْنُ حَقٌّ، وَیَحْضُرُ بِھَا الشَّیْطَانُ وَحَسَدُ ابْنِ آدَمَ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر حق ہے، جس کے لگنے کے وقت شیطان حاضر ہوتا ہے اور ابنِ آدم کا حسد بھی (مسند احمد)

اس حدیث کی سند کے راوی تو معتبر ہیں۔ ۲

مگراس حدیث کو بعض اہلِ علم حضرات نے منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کہ اس میں ایک راوی حضرت مکحول ہیں، جو اس حدیث کو براہِ راست حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جبکہ حضرت مکحول کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے براہِ راست حدیث کا سننا ثابت نہیں، اس لئے اس حدیث کی سند میں انقطاع پایا جاتا ہے۔ ۳

البتہ بعض حضرات اس طرح کی منقطع و مرسل حدیث کو مقبول قرار دیتے ہیں۔ ۴

---

۱ رقم الحديث ۹۲۶۸، مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۴۵۹.

۲ قال الهيثمی: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، رقم الحديث ۸۴۲۵)

۳ قال شعيب الارنؤوط: إسناده منقطع، مكحول لم يسمع من أبی هريرة .وقوله" :العين حق" فقط صحيح، وقد سلف برقم(۸۲۴۵)من غير هذا الطريق.

قال السندی :قوله" :يحضر بها "، أی :معها، أی :عندها الشيطان وحسد ابن آدم، وفی لفظ "الجامع الصغير :"يحضرها الشيطان، وكذا هو فی "المجمع."(حاشية مسند احمد)

وقال الالبانی: "العين حق، ويحضرها الشيطان وحسد ابن آدم ."ضعيف .

أخرجه أحمد(۲/۴۳۹)وعنه الطبرانی فی "مسند الشاميين(۱/۲۶۵/۴۵۹) " وهذا عن أبی مسلم الكشی أيضا، كلاهما عن ثور بن يزيد عن مكحول عن أبی هريرة مرفوعا به.

قلت :وهذا إسناد ضعيف، قال الهيثمی(۵/۱۰۷) "رجاله رجال الصحيح ."

قلت :لكنه منقطع، فإن مكحولا عن أبی هريرة مرسل كما فی "الميزان "للذهبی.

وسكت عنه الحافظ فی "الفتح(۱۰/۲۰۰) "ولعله لشواهد الجملة الأولى منه، فانظر " الصحيحة (۱۲۴۸ـ ۱۲۵۱) "وقد أبعد السيوطی النجعة، فعزا الحديث إلى الكجی فقط فی " سننه !"(سلسلة الاحاديث الضعيفة، رقم الحديث ۲۳۶۴)

۴ قال ميرک، أی :من طريق مكحول، عن أبی هريرة .ورواه الدارقطنی بمعناه، وقال: مكحول لم يلق أبا هريرة.

قلت :فالحديث منقطع لا يصلح حجة على الإمام مالک على ما ذكره ابن الملک، والله أعلم، لكن قال ابن الهمام :أعله الدارقطنی بأن مكحولا لم يسمع من أبی هريرة، ومن دونه ثقات، وحاصله أنه من مسمى الإرسال عند الفقهاء ، وهو مقبول عندنا(مرقاة المفاتيح، ج۳ص۸۶۷، كتاب الصلاة، باب الامامة)

اس حدیث میں نظر لگنے کے وقت شیطان اور ابنِ آدم کے حسد کے حاضر وموجود ہونے کا مطلب محدثین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ نظر لگنے کے وقت شیطان کسی چیز کے متعلق عُجب پیدا کر کے یا حسد میں مبتلا کر کے نظر لگانے کا سبب بنتا ہے۔ [1]

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر لگنے کا سبب یا تو عجب اور خود پسندی میں مبتلا ہونا ہوتا ہے، یا حسد کا ہونا ہوتا ہے۔

اور عجب اور اسی طریقہ سے حسد دونوں نفسانی، اخلاقی اور شیطانی امراض ہیں، جن کو اہلِ علم حضرات نے برے اخلاق میں داخل کیا ہے، اس حیثیت سے نظر لگنے کو نظرِ بد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ [2]

---

[1] (العين حق يحضرها الشيطان وحسد ابن آدم) فالشيطان يحضرها بالإعجاب بالشيء وحسد ابن آدم بغفلة عن الله فيحدث الله فى المنظور علة يكون النظر بالعين سببها فتأثيرها بفعل الله لكن لما كان الناظر منهيا عن النظر لحقه الوعيد بجنايته المنهى عنها وهى النظر إلى شيء على غلة واستحسانه والحسد عليه من غير ذكر الله.>تنبيه <نقل ابن بطال عن بعضهم منع العائن من مداخلة الناس ولزوم بيته كالمجذوم بل أولى ونفقة الفقير فى بيت المال قال النووى :وهو صحيح متعين لا يعرف عن غيره تصريح بخلافه.(الكجى فى سننه) والقضاعى (عن أبى هريرة) قضية تصرف المصنف أنه لم يره لأحد من المشاهير الذين وضع لهم الرموز وهو ذهول شنيع فقد رواه باللفظ المزبور عن أبى هريرة المذكور أحمد فى المسند قال الهيثمى :ورجاله رجال الصحيح(فيض القدير شرح الجامع الصغير، رقم الحديث ٥٧٤٧)

[2] بعض احادیث میں نظر لگنے کے دَم کی دعاء میں ’’عین لامۃ‘‘ کے الفاظ ہیں، اور اس میں لفظِ ’’لامۃ‘‘ ’’عین‘‘ کی صفت بن کر استعمال ہوا ہے، جس سے نظر کا بد ہونا ثابت ہوتا ہے، اور عجب وحسد کے نتیجہ میں صادِر ہونے والی نظر ظاہر ہے کہ بد ہی کہلاتی ہے، کیونکہ عجب اور حسد دونوں خصلتیں شریعت کی نظر میں مذموم اور بری اور شیطانی ہیں۔

نیز احادیث میں نظرِ بد سے حفاظت اور اس کے علاج کے لئے معوذتین پڑھنے کا ذکر آیا ہے، اور ان سورتوں میں حسد کا بھی ذکر ہے، اور جنات وشیطانی وسوسوں کا بھی، اس کے علاوہ نظرِ بد ہو جانے پر دم کرنے کی بعض مسنون دعاؤں میں بھی ’’من شر کل نفس ‘‘، اور ’’من حسد کل حاسد و عین ‘‘ وغیرہ الفاظ آئے ہیں، اور کبر وعجب اور حسد وغیرہ شیطانی وساوس اور شیطانی چھیڑ چھاڑ سے پیدا ہونے والے امراض ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے اس شبہ کا جواب بھی ہو گیا کہ انسان کی اپنے آپ کو یا اپنے عزیز کو نظرِ بد کس طرح سے لگ سکتی ہے، جبکہ انسان کی اپنے اوپر یا اپنے عزیز پر بری نظر نہیں پڑا کرتی۔

جواب کا حاصل یہ ہوا کہ نظرِ بد بعض اوقات حسد کی شکل میں ہوتی ہے، جس کا تعلق عموماً اجنبی اور دوسرے لوگوں سے ہوا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مذکورہ حدیث کی سند سے قطع نظر غور کرنے سے یہی راجح معلوم ہوتا ہے کہ نظر لگنے کا سبب بعض اوقات عُجب میں مبتلا ہونا ہوتا ہے، اور بعض اوقات نظر لگنے کا سبب حسد ہوتا ہے۔

چنانچہ جب اپنی یا اپنے کسی قریبی عزیز مثلاً اولاد، بیوی وغیرہ کی کوئی چیز پسند آئے، اوراس پر عُجب یا خود پسندی میں مبتلا ہو، تو یہ عُجب نظرِ بد کا سبب بن سکتا ہے، اور جب کسی اجنبی یا دشمن کی کوئی چیز پسند آئے، اوراس سے حسد ہو، تو یہ حسد نظرِ بد کا سبب بن سکتا ہے۔

اوراحادیث میں عُجب اور حسد دونوں کی برائیوں کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ :شُحٌّ مُطَاعٌ، وَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ مِنَ الْخُيَلَاءِ، وَثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ :الْعَدْلُ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ، وَالْقَصْدُ فِي الْغِنٰى وَالْفَاقَةِ، وَمَخَافَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ(المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ۵۴۵۲) ل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ کرتا ہے، جس سے کہ انسان کو ہمدردی نہیں ہوتی، اور بعض اوقات عجب کی شکل میں ہوتی ہے، جس کا تعلق عموماً اپنی ذات یا اپنے ان عزیز و اقارب سے ہوا کرتا ہے، جس سے کہ انسان کو ہمدردی ہوا کرتی ہے۔

(ومن كل عين لامة) : بتشديد الميم أى :جامعة للشر على المعيون، من لمه إذا جمعه، أو تكون بمعنى ملمة أى :منزلة .قال الطيبى فى الصحاح :العين اللامة هى التى تصيب بسوء ، واللمم طرف من الجنون، ولامة أى :ذات لمم، وأصلها من ألمت بالشىء إذا نزلت به، وقيل :لامة لازدواج هامة، والأصل ملمة ;لأنها فاعل ألممت اهـ.

قيل :وجه إصابة العين أن الخاطر إذا نظر إلى شىء واستحسنه ولم يرجع إلى الله وإلى روية صنعه، قد يحدث الله فى المنظور عليه بجناية نظره على غفلة ابتلاء لعباده ليقول المحق :إليه من الله، وغيره من غيره(مرقاة المفاتيح، ج۳ص۱۱۲۷، كتاب الجنائز،باب عيادة المريض وثواب المرض)

ل قال المنذرى:رواه البزار واللفظ له والبيهقى وغيرهما وهو مروى عن جماعة من الصحابة وأسانيده وإن كان لا يسلم شىء منها من مقال فهو بمجموعها حسن إن شاء الله تعالى(الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۶۵۴، كتاب الصلاة)

وقال الالبانى:وبالجملة فالحديث بمجموع هذه الطرق حسن على أقل الدرجات إن شاء الله تعالى، وبه جزم المنذرى(سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۱۸۰۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں، ایک تو ایسا بخل جس کی پیروی کی جائے، دوسرے ایسی خواہش کہ جس کی اتباع کی جائے، اور تیسرے آدمی کا اپنے آپ کو بڑائی کے ساتھ عجب میں مبتلا کرنا۔

اور تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں، ایک رضا اور ناراضگی کی حالت میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا، اور دوسرے مالداری اور فاقہ کے وقت میانہ روی اختیار کرنا، اور تیسرے خفیہ اور علانیہ ہر حالت میں اللہ سے ڈرنا (طبرانی)

اس حدیث میں عجب کو ہلاک کرنے والا قرار دیا گیا ہے، اور جب عجب ہلاک کرنے والا ہے، تو کسی چیز پر عجب کی نظر ڈالنا بھی ہلاک کرنے کا سبب ہوگا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَوْ لَمْ تَكُوْنُوْا تُذْنِبُوْنَ لَخَشِيْتُ عَلَيْكُمْ مَا هُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ، الْعُجْبَ (كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٣٦٣٣، باب الخوف من العجب) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم گناہ نہ کرو، تو میں تم پر اس سے بھی بڑی چیز کا خوف رکھتا ہوں، جو کہ عجب ہے (بزار)

عُجب کے معنیٰ خود پسندی اور اِترانے اور گھمنڈ کرنے کے آتے ہیں اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے کو صاحبِ کمال اور بڑائی والا سمجھنا، اور کسی خوبی ونعمت مثلاً مال، حسن وجمال، وغیرہ کو اپنا کمال سمجھنا اور ان چیزوں کو اپنی طرف منسوب کرنا اور ان کو اصل منعم یعنی اللہ کی طرف منسوب کرنے سے غفلت اختیار کرنا۔ [2]

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار، وإسناده جيد. (مجمع الزوائد، رقم الحديث ١٧٩٤٨، باب ما جاء في العجب)

[2] اور عجب سے ہی کبر بھی پیدا ہوتا ہے، اور کبر کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسرے کے مقابلہ میں بڑا سمجھے، اور دوسرے کو اپنے مقابلہ میں حقیر وکمتر سمجھے، اور جب اس کیفیت کا اپنے قول یا فعل سے اظہار کیا جاتا ہے، تو وہ تکبر کہلاتا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پھر عجب کا تعلق بعض اوقات بدن کے ساتھ ہوتا ہے کہ انسان حسن و جمال کی وجہ سے عجب اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور بعض اوقات عجب کا تعلق قوت اور شوکت کے ساتھ ہوتا ہے کہ انسان قوت اور شوکت کی وجہ سے عجب اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور بعض اوقات عجب کا تعلق عقل کے ساتھ ہوتا ہے کہ انسان عقل کی وجہ سے عجب اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے۔ [1]

اور بعض اوقات عجب کا تعلق حسب ونسب کے ساتھ ہوتا ہے کہ انسان حسب ونسب کی وجہ سے

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾التعریف :من معانی العجب -بالضم -فی اللغة :الزهو .
ولا یخرج استعمال الفقهاء لهذا اللفظ عن المعنی اللغوی، قال الراغب الأصفهانی :العجب :ظن الإنسان فی نفسه استحقاق منزلة هو غیر مستحق لها .
وقال الغزالی :العجب هو استعظام النعمة والرکون إلیها، مع نسیان إضافتها إلی المنعم .
قال ابن عبد السلام :العجب فرحة فی النفس بإضافة العمل إلیها وحمدها علیه، مع نسیان أن الله تعالی هو المنعم به، والمتفضل بالتوفیق إلیه، ومن فرح بذلک لکونه منة من الله تعالی واستعظمه، لما یرجو علیه من ثوابه، ولم یضفه إلی نفسه، ولم یحمدها علیه، فلیس بمعجب .
الألفاظ ذات الصلة:
أ -الکبر:الکبر :هو ظن الإنسان بنفسه أنه أکبر من غیره، والتکبر إظهار لذلک، وصفة "المتکبر "لا یستحقها إلا الله تعالی، ومن ادعاها من المخلوقین فهو فیها کاذب، ولذلک صار مدحا فی حق الباری سبحانه وتعالی وذما فی البشر، وإنما شرف المخلوق فی إظهار العبودیة .
والصلة بین الکبر والعجب هی :أن الکبر یتولد من الإعجاب (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۲۹، ص ۲۸۰، مادة" عجب")

[1] أنواع العجب :ما به العجب ثمانیة أقسام:
الأول :أن یعجب ببدنه فیلتفت إلی جمال نفسه وینسی أنه نعمة من الله تعالی، وأنه عرضة للزوال فی کل حال .
وینفی هذا العجب :النظر فی بدء خلقه وإلی ما یصیر إلیه.
الثانی :القوة، استعظاما لها مع نسیان شکرها، وترک الاعتماد علی خالقها، کما حکی عن قوم حین قالوا فیما أخبر الله تعالی عنهم :(من أشد منا قوة).
وینفی هذا العجب اعترافه بمطالبة الشکر علیها، وأنها عرضة للسلب، فیصبح أضعف العباد
الثالث :العقل، استحسانا له واستبدادا به
وینفی العجب فیه تردید الشکر علیه، وتجویز أن یسلب منه کما فعل بغیره، وأنه إن اتسع فی العلم به فما أوتی منه إلا قلیلا (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۲۹، ص ۲۸۱، مادة" عجب")

عجب اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور بعض اوقات عجب کا تعلق حکمرانوں اور بڑے لوگوں سے قربت ونسبت قائم ہونے کے ساتھ ہوتا ہے کہ انسان بڑے لوگوں سے تعلقات قائم ہونے کی وجہ سے عجب اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور بعض اوقات عجب کا تعلق ظالم وجابر لوگوں سے قربت ونسبت کے ساتھ ہوتا ہے کہ انسان ان لوگوں سے تعلقات قائم ہونے کی وجہ سے عجب اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے۔ [1]

اور بعض اوقات عجب کا تعلق اولاد اور اعزہ واقرباء کی کثرت کے ساتھ ہوتا ہے کہ انسان ان لوگوں کی کثرت کی وجہ سے عجب اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور بعض اوقات عجب کا تعلق مال ودولت کے ساتھ ہوتا ہے کہ انسان مال ودولت کی وجہ سے عجب اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور بعض اوقات عجب کا تعلق اپنی رائے کے ساتھ ہوتا ہے کہ انسان اپنی رائے وسمجھ اور فہم کو بڑی چیز سمجھنے کی وجہ سے عجب اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] الرابع :النسب الشريف افتخارا به واعتقادا للفضل به على كثير من العباد.
وينفى هذا العجب علمه بأنه لا يجلب ثوابا ولا يدفع عذابا، وأن أكرم الناس عند الله أتقاهم، وأن النبى صلى الله عليه وسلم قال لكل من ابنته فاطمة وعمته صفية رضى الله عنهما :لا أغنى عنك من الله شيئا .
ومن العجب التكبر بالأنساب عموما، فمن اعتراه العجب من جهة النسب فليعلم أن هذا تعزز بكمال غيره، ثم يعلم أن أباه القريب نطفة قذرة، وأباه البعيد تراب .
الخامس :الانتساب إلى ظلمة الملوك وفسقة أعوانهم تشرفا بهم .
قال الغزالى :وهذا غاية الجهل وعلاجه أن يتفكر فى مخازيهم وأنهم الممقوتون عند الله تعالى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۹، ص ۲۸۲، مادة" عجب")

[2] السادس :كثرة الأولاد والأقارب والأتباع اعتمادا عليهم ونسيانا للتوكل على رب العالمين.
وينفى العجب به تحققه أن النصر من عند الله، وأن كثرتهم لا تغنى عند حضور الموت شيئا .
السابع :المال، اعتدادا به وتعويلا عليه كما قال الله تعالى إخبارا عن صاحب الجنتين إذ قال :(أنا أكثر منك مالا وأعز نفرا) وروى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلا غنيا جلس بجنبه فقير فكأنه قبض من ثيابه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أخشيت يا فلان أن يعدو غناك عليه، وأن يعدو إليك فقره . وذلك للعجب بالغنى. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ والْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ: اَلْعُشْبَ (سنن أبى داود) ؎۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ، کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھالیتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو یا گھاس پھوس کو کھالیتی ہے (ابوداؤد)

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَتَحَاسَدُوْا (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٨١٥٧) ؎۲

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وينفيه علمه أن المال فتنة، وأن له آفات متعددة .

الثامن :الرأى الخطأ، توهما أنه نعمة، وهو فى نفس الأمر نقمة، قال تعالى :(أفمن زين له سوء عمله فرآه حسنا) وعلاج هذا العجب أشد من علاج غيره، لأن صاحب الرأى الخطأ جاهل بخطئه، وعلاجه على الجملة :أن يكون متهما لرأيه أبدا لا يغتر به، إلا أن يشهد له قاطع من كتاب أو سنة أو دليل عقلى صحيح (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۹، ص۲۸۳، مادة" عجب")

؎۱ رقم الحديث ۴۹۰۳، كتاب الادب، باب فى الحسد.

قال شعيبالارنوؤط: حديث حسن لغيره (حاشية سنن ابى داود)

؎۲ قال الهيثمى: رواه الطبرانى، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، باب ما جاء فى الحسد والظن، تحت رقم الحديث ۱۳۰۴۵)

و قال المنذرى: رواه الطبرانى ورواته ثقات (الترغيب و الترهيب للمنذرى، تحت رقم الحديث ۴۳۷۸)

و قال الالبانى: قلت :وهذا إسناد جيد، رجاله كلهم ثقات من رجال "التهذيب "، وفى بعضهم خلاف لا يضر؛ غير شيخ الطبرانى الحسن بن جرير الصورى، وهو من شيوخه المشهورين، ترجم له الحافظ ابن عساكر فى "تاريخ دمشق (۴/۱۹۴)"بروايته عن جمع من الثقات، وعنه نحو عشرين من الشيوخ بعضهم من الحفاظ، ووصفه الحافظ الذهبى فى "سير أعلام النبلاء (۱۳/ ۴۴۲)" "الإمام المحدث ."على أنه قد توبع (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۳۸۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس وقت تک خیر میں رہیں گے، جب تک وہ ایک دوسرے سے حسد نہ کریں (طبرانی)

کسی شخص کی اچھی حالت کا ناگوار گزرنا اور یہ آرزو کرنا کہ اس کی یہ اچھی حالت ختم اور زائل ہوجائے، یہ حسد کہلاتا ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ نظر لگنے یا نظرِ بد کا مطلب یہ ہے کہ اپنی یا کسی دوسرے کی کوئی چیز دیکھ کر پسند آئے، اوراس میں عجب یا حسد کی کیفیت شامل ہو، جس کے اس دوسری چیز پر مُضِر اثرات پڑ جائیں، خواہ جان میں یا مال میں یا کسی دوسری چیز میں۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ نظر لگانے والے کی آنکھوں میں ایک زہریلا مادہ ہوتا ہے، جو عجب یا حسد کے ساتھ کسی چیز کے پسند آنے اور ساتھ ہی اس چیز کی پسندیدگی کا زبان سے اظہار کرنے کی صورت میں اس چیز پر اثر انداز ہوتا ہے، جبکہ ''بارک اللہ'' وغیرہ جیسے کلمات ادا نہ کئے جائیں۔ [2]

---

[1] حسد: التعریف: الحسد بفتح السین أکثر من سکونها مصدر حسد، ومعناه فی اللغة أن یتمنی الحاسد زوال نعمة المحسود .وأما معنی الحسد فی الاصطلاح فلا یخرج عن المعنی اللغوی (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۱۷، ص ۲۶۹، مادة'' حسد'')

[2] نظر لگنے کو عربی زبان میں ''العین'' کہا جاتا ہے، جس کا تعلق آنکھ سے ہے، اس لئے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ نظر لگنے کے لئے زبان سے تلفظ شرط نہ ہو، تاہم اگر ساتھ ہی زبان سے بھی پسندیدگی کا اظہار کیا جائے، تو یہ بھی نظر لگنے میں داخل ہے اور زبان سے تلفظ کرنا درحقیقت اُس نظر لگنے کی کیفیت کا اظہار ہے، جو دوسرے کے دل میں عجب یا حسد کی شکل میں مخفی ہوتی ہے، اور ممکن ہے کہ زبان سے تلفظ کرنے کے بعد نظر لگنے کا زیادہ اثر نمایاں ہوتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان

التعریف :تطلق العین فی اللغة علی معان کثیرة ضبطتها کتب اللغة.

والعین فی موضوعنا یقصد بها العین التی تسبب الإصابة بها، یقال :عانه یعینه عینا أصابه بعینه فهو عائن والمصاب معین -بفتح المیم -وما أعینه، . .أی :ما أشد إصابته بالعین، والعیون -بفتح العین -والمعیان الشدید الإصابة بالعین، والمعین والمعیون المصاب بها والعائنة مؤنث العائن.

واستعمل العرب مادة :نجأ، للدلالة علی الإصابة بالعین فیقال :نجأه نجأ أصابه بالعین ورجل نجوء العین أی خبیثها شدید الإصابة بها، وأیضا یقال :رجل مسفوع أی أصابته سفعة -بالفتح -أی عین، ویقال أیضا :رجل نفوس إذا کان حسودا یتعن أموال الناس لیصیبها بعین وأصابت فلانا نفس أی عین.

وفی الاصطلاح عرفها ابن حجر بقوله:نظر باستحسان مشوب بحسد من خبیث الطبع یحصل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورنظر چونکہ ایک نفسیاتی کیفیت ہوتی ہے جودوسرے پر اثر انداز ہوتی ہے، لہٰذا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک شخص نابینا ہواوراس کے سامنے دوسرے کے اوصاف وحالات بیان کئے جائیں جن کوسن کراس کے اندر یہ نفسیاتی کیفیت پیدا ہواوراس کے ذریعہ سے اس کی نظر دوسرے کو لگ جائے، اورکبھی بغیرارادے کے بھی یہ نفسیاتی کیفیت پیدا ہوسکتی ہے جس کی بناء پر اس کے ارادہ کے بغیر بھی دوسروں کونظر لگ سکتی ہے۔ [۲]

نظر لگنے میں، نظر لگانے یا دیکھنے والے فرد کی طرف سے مسمریزم یا قوتِ خیالیہ کی طرح کی ایک مخفی طاقت صادِر ہوکر دوسری چیز پر اثر انداز ہوتی ہے، اوراس کا اثر پسند آنے والی چیز پر نظر لگانے والے کی شان کے مطابق ظاہر ہوتا ہے، کسی کا کم اورکسی کا زیادہ، جیسا کہ آج کے دور میں برقی لہروں اور لیزر وغیرہ کی شعاؤوں کی بڑی بڑی تاثیرات وتصرفات ہماری زندگی روزمرہ کا عملی تجربہ بن چکا ہے، اورطبی وطبیعیاتی (میڈیکل وفزیکل) سب میدانوں میں زندگی کی چہل پہل آج انہی کی مرہونِ منت ہے، برق وبخارات کی یہ لطیف وغیر مرئی طبیعیاتی قویٰ جن کا عمل دخل ایک غریب کی جھونپڑی سے لیکر قومی وملی ایوانوں تک یکساں جاری وساری ہے ان کو آج کی زندگی اور تمدن سے الگ کرنا صرف فرض کیا جا سکتا ہے، بالفرض آج کے تمدن سے ان کو الگ کیا جائے، تو تمدن پتھر کے دور میں لوٹ جائے گا۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ للمنظور منه ضرر .وعرفها أبو الحسن المنوفي بأنها :سم جعله الله في عين العائن إذا تعجب من شيء ونطق به ولم يبارك فيما تعجب منه. الألفاظ ذات الصلة:

أ -الحسد: الحسد في اللغة :كره النعمة عند الغير وتمنى زوالها، يقال :حسدته النعمة :إذا كرهتها عنده. واصطلاحا :عرفها الجرجاني بأنها تمنى زوال نعمة المحسود إلى الحاسد. والصلة أن الحسد أصل الإصابة بالعين (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱ ص ۱۱۹، ۱۲۰، مادة "عين")

[۲] المراد بها هنا الإصابة بالعين التي يسمى صاحبها عائنا، يقال تعين الرجل المال إذا أصابه بعين، وعنت الرجل أصبته بعيني، فأنا عائن وهو معين ومعيون. والحاسد والعائن يشتركان في أن كلا منهما تتكيف نفسه وتتوجه نحو من تريد أذاه، إلا أن العائن تتكيف نفسه عند مقابلة العين والمعاينة، والحاسد يحصل جسده في الغيبة والحضور، وأيضا العائن قد تزال ما لا يحسده من حيوان وزرع وإن كان لا ينفك من حسد مالكه. قال ابن القيم :الحسد أصل الإصابة بالعين. وقد يعين الرجل نفسه، وقد يعين بغير إرادته بل بطبعه وهذا أردأ ما يكون من النوع الإنساني (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۷، ص ۲۷۰، مادة" حسد")

لہٰذا موجودہ سائنسی ترقی کے دور میں نظر لگنے کے وجود کا مسئلہ غیر عقلی اور سمجھ سے بالاتر نہیں رہا۔ ۱؎

---

۱؎ (العين حق) يعنى الضرر الحاصل عنها وجودى أكثرى لا ينكره إلا معاند وقرب ذلک بالمرأة الحائض تضع يدها فى إناء اللبن فيفسد ولو وضعتها بعد طهرها لم يفسد وتدخل البستان فتضر بكثير من العروش بغير مس والصحيح ينظر إلى الأرمد فقد يرمد ويتثاء ب واحد بحضرته فيتثاء ب هو وقد ذكروا أن جنسا من الأفاعى إذا وقع بصره على الإنسان هلک وحينئذ فالعين قد تكون من سم يصل من عين العائن فى الهواء إلى بدن المعيون وقد أجرى الله عادته بوجود كثير من القوى والخواص والأجسام والأرواح كما يحدث لمن ينظر إليه من يحتشمه من الخجل فيحدث فى وجهه حمرة شديدة لم تكن قبل وكذا الاصفرار عند رؤية من يخافه وذلک بواسطة ما خلق الله فى الأرواح من التأثيرات ولشدة ارتباطها بالعين نسب الفعل إلى العين وليست هى المؤثرة إنما التأثير للروح والأرواح مختلفة فى طبائعها وقواها وكيفياتها وخواصها فمنها ما يؤثر فى البدن بمجرد الرؤية بغير اتصال ومنها ما يؤثر بالمقابلة ومنها ما يؤثر بتوجه الروح كالحادث من الأدعية والرقى والالتجاء إلى الله ومنها ما يقع بالتوهم والتخييل فالخارج من عين العائن سهم معيون إن صادف البدن ولا وقاية لأثر فيه وإلا فلا كالسهم الحسى وقد يرجع على العائن(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۷۴۴)

قَالَ فِى "الفتح :"قوله" :باب رقية العين :"أى رقية الذى يصاب بالعين .قَالَ :والعين :نظر باستحسان مشوب بحسد، منْ خبيث الطبع، يحصل للمنظور منه ضرر، وَقَدْ وقع عند أحمد، عن أبى هريرة -رضى الله عنه -رفعه" :العين حق، ويحضرها الشيطان، وحسد ابن آدم."

وَقَدْ أشكل ذلک عَلَى بعض النَّاس، فَقَالَ :كيف تعمل العين منْ بعد حَتَّى يحصل الضرر للمعيون؟.
والجواب :أن طبائع النَّاس تختلف، فقد يكون ذلک منْ سم، يصل منْ عين العائن فِى الهواء إلى بدن المعيون .وَقَدْ نقل عن بعض منْ كَانَ معيانا أنه قَالَ :إذا رأيت شيئا يعجبنى، وجدت حرارة تخرج منْ عينى، ويقرب ذلک بالمرأة الحائض، تضع يدها فِى إناء اللبن فيفسد، ولو وضعتها بعد طهرها لم يفسد، وكذا تدخل البستان، فتضر بكثير منْ الغروس منْ غير أن تمسها يدها، ومن ذلک أن الصحيح قد ينظر إلى العين الرمداء فيرمد، ويتثاء ب واحد بحضرته، فيتثاء ب هو، أشار إلى ذلک ابن بطال.

وَقَالَ الخطّابىّ :فِى الْحَدِيث أن للعين تاثيرا فِى النفوس، وإبطال قول الطبائيعين :إنه لا شىء إلا ما تدرک الحواس الخمس، وما عدا ذلک لا حقيقة له .وَقَالَ المازرى :زعم بعض الطبائعيين أن العائن ينبعث منْ عينه قوة سمية، تتصل بالمعين، فيهلک، أو يفسد، وهو كإصابة السم منْ نظر الأفاعى، وأشار إلى منع الحصر فِى ذلک مع تجويزه، وأن الذى يتمشى عَلَى طريقة أهل السنة، أن العين إنما تضر عند نظر العائن بعادة أجراها الله تعالى أن يحدث الضرر عند مقابلة شخص لآخر، وهل ثم جواهر خفية، أو لا هو أمر محتمل، لا يقطع بإثباته ولا نفيه، ومن قَالَ ممن ينتمى إلى الإسلام منْ أصحاب الطبائع بالقطع بأن جواهر لطيفة غير مرئية، تنبعث منْ العائن، فتتصل بالمعيون، وتتخلل مسام جسمه، فيخلق البارى الهلاک عندها كما يخلق الهلاک عند شرب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جسم و بدن سے مختلف قسم کے اثرات خارج ہونے کو غیر مسلموں نے بھی تسلیم کیا ہے۔
چنانچہ جناب ڈاکٹر غلام جیلانی برق، اپنی کتاب ''من کی دنیا'' میں لکھتے ہیں کہ:
مغربی صوفیوں کا خیال ہے کہ انسان کے جسم سے مختلف رنگ کی شعاعیں نکلتی ہیں،

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾السموم، فقد أخطأ بدعوى القطع، لكن جائز أن يكون عادة ليست ضرورة، ولا طبيعة انتهى .وهو كلام سديد، وَقَدْ بالغ ابن العربى فِى إنكاره، قَالَ :ذهبت الفلاسفة إلى أن الإصابة بالعين صادرة عن تأثير النفس بقوتها فيه، فأول ما تؤثر فِى نفسها، ثم تؤثر فِى غيرها، وقيل إنما هو سم فِى عين العائن، يصيب بلفحه عند التحديق إليه، كما يصيب لفح سم الأفعى منْ يتصل به، ثم رد الأول بأنه لو كَانَ كذلك، لما تخلفت الإصابة فِى كل حال، والواقع خلافه، والثانى بأن سم الأفعى جزء منها، وكلها قاتل، والعائن ليس يقتل منه شيء فِى قولهم إلا نظره، وهو معنى خارج عن ذلك، قَالَ :والحق أن الله يخلق عند نظر العائن إليه، وإعجابه به، إذا شاء ما شاء ، منْ ألم، أو هلكة، وَقَدْ يصرفه قبل وقوعه إما بالاستعاذة، أو بغيرها، وَقَدْ يصرفه بعد وقوعه بالرقية، أو بالاغتسال، أو بغير ذلك .انتهى كلامه.

قَالَ الحافظ :وفيه بعض ما يُتَعقب، فإن الذى مثل بالأفعى لم يرد أنها تلامس المصاب حَتَّى يتصل به منْ سمها، وإنما أراد أن جنسا منْ الأفاعى، اشتهر أنها إذا وقع بصرها عَلَى الإنسان هلك، فكذلك العائن، وَقَدْ أشار -صلى الله عليه وسلم -إلى ذلك، فِى حديث أبى لبابة -رضى الله عنه- عند البخاريّ فِى "بدء الخلق "عند ذكر الأبتر، وذى الطفيتين، قَالَ" :فإنهما يطمسان البصر، ويسقطان الحبل"، وليس مراد الخطّابيّ بالتأثير المعنى الذى يذهب إليه الفلاسفة، بل ما أجرى الله به العادة منْ حصول الضرر للمعيون .وَقَدْ أخرج البزار بسند حسن عن جابر رفعه " :أكثر منْ يموت بعد قضاء الله وقدره بالنفس "، قَالَ الراوى :يعنى بالعين، وَقَدْ أجرى الله العادة بوجود كثير منْ الْقُوَى، والخواص فِى الأجسام والأرواح، كما يحدث لمن ينظر إليه منْ يحتشمه منْ الخجل، فيرى فِى وجهه حمرة شديدة، لم تكن قبل ذلك، وكذا الاصفرار عند رؤية منْ يخافه، وكثير منْ النَّاس يسقم بمجرد النظر إليه، وتضعف قواه، وكل ذلك بواسطة ما خلق الله تعالى فِى الأرواح منْ التأثيرات، ولشدة ارتباطها بالعين نسب الفعل إلى العين، وليست هى المؤثرة، وإنما التأثير للروح، والأرواح مختلفة فِى طبائعها وقواها وكيفياتها وخواصها، فمنها ما يؤثر فِى البدن بمجرد الرؤية، منْ غير اتصال به، لشدة خبث تلك الروح، وكيفيتها الخبيثة، والحاصل أن التأثير بارادة الله تعالى وخلقه، ليس مقصورا عَلَى الاتصال الجسمانى، بل يكون تارة به، وتارة بالمقابلة، وأُخرى بمجرد الرؤية، وأخرى بتوجه الروح، كالذى يحدث منْ الأدعية، والرُّقَى والالتجاء إلى الله، وتارة يقع ذلك بالتوهم والتخيل، فالذى يخرج منْ عين العائن سهم معنوى، إن صادف البدن لا وقاية له أثر فيه، وإلا لم ينفذ السهم، بل ربما رد عَلَى صاحبه، كالسهم الحسّيّ سواء .انتهى "فتح ۱۱/۳۵۷۔ ۳۵۸"وهو أيضًا بحث نفيس جدًّا ينبغى العناية بفهمه .والله تعالى أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب ".إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت، وما توفيقى إلا بالله، عليه توكّلت، وإليه أنيب"(شرح سنن النسائى المسمى ذخيرة العقبى فى شرح المجتبى .لمحمد بن على بن آدم بن موسى الاثيوبى الولوى، ج۴۰ص ۴۹، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من عين الجان)

جو جسم کے ارد گرد ایک ہالہ سا بناتی ہیں، یہ شعاعیں ہر آدمی خارج کرتا ہے، خواہ وہ نیک ہو یا بد، فرق یہ ہے کہ نیک و بد کی شعاعوں کا رنگ حسبِ کردار مختلف ہوتا ہے، موت سے عین پہلے یہ اُودا نیلگوں مائل بہ سیاہی ہو جاتا ہے، ایک اور نظریہ یہ ہے کہ ہر انسان اپنے اعمال کے مطابق ایک ماحول یا **Atmosphere** اپنے ارد گرد بنا لیتا ہے، بدکردار کا ماحول دیوار کی طرح سخت ہوتا ہے، جس سے نہ کوئی فریاد یا دُعاء باہر جا سکتی ہے، اور نہ کاسمِک ورلڈ کے عمدہ اثرات اندر آ سکتے ہیں، ایسا آدمی خفیہ طاقتوں کی امداد سے محروم ہو جاتا ہے، ممکن ہے کہ قرآن حکیم کے ''حجاب'' ''غشاوہ'' (پردہ) ''ستر'' (دیوار) اور ''غلف'' (غلاف) سے مراد یہی ماحول ہو، ڈاکٹر کرِنگٹن کا خیال یہ ہے:

**Aura is an invisible magnetic radiation from the human body which either attracts or repels**

ترجمہ: اورا، وہ غیر مرئی مقناطیسی روشنی ہے، جو انسانی جسم سے خارج ہوتی ہے، یہ یا تو دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے، اور یا پرے دھکیل دیتی ہے۔

اس قسم کی شعاعوں سے انکار ناممکن ہے، کیونکہ بعض افراد کی طرف کھنچنا اور بعض سے دُور بھاگنا ہمارا روزانہ کا تجربہ ہے، یہ شعاعیں جسمِ خاکی اور جسمِ لطیف دونوں سے خارج ہوتی ہیں، نیک کردار لوگ پرسنلٹی یعنی جسمِ لطیف کی شعاعوں سے دنیا کو کھینچتے ہیں، اور دنیا عقیدت، ایمان اور تعظیم کے تحائف لے کر ان کے ہاں جاتی ہے، دوسری طرف جسمانی شعاعیں بعض سِفلی جذبات میں تو ہیجان پیدا کر سکتی ہیں، لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتیں (مَن کی دنیا، ص ۲۴، ۲۵، مقامِ اشاعت: شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، گیارہویں اشاعت 1996ء)

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(فصل نمبر۲)

# نظر لگنے کا اثر ونقصان

نظر لگنے کی وجہ سے بعض اوقات بڑے بڑے نقصان ہو جاتے ہیں، بلکہ بعض اوقات، نظر کا لگنا موت کا بھی سبب بن جاتا ہے، کئی احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے، ذیل میں اس طرح کی چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

## کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی، تو وہ نظر لگنا ہوتی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ** (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی، تو نظر لگنا اس پر سبقت لے جاتی (مسلم)

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرَ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ فَقَالَ نَعَمْ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ** (سنن الترمذی) [2]

---

[1] رقم الحديث ٢١٨٨ "٤٢" كتاب السلام، باب الطب والمرض والرقى.

[2] رقم الحديث ١٩٨٥، كتاب الطب، باب ما جاء فى الرقية من العين، ابنِ ماجة رقم الحديث ٣٥٠١، مسند احمد رقم الحديث ٢٧٤٧٠ )

قال الترمذی: وفى الباب عن عمران بن حصين وبريدة وهذا حديث حسن صحيح.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: حضرت اسماء بنتِ عُمیس رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جعفر کے بچوں کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے، کیا میں ان کے لئے (نظر سے حفاظت کا) دَم کرلیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی (ترمذی)

نظر لگنا تو برحق ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیز تقدیر میں حتمی طور پر طے شدہ ہے، اس پر کوئی چیز غالب نہیں آتی، یہاں تک کہ نظر لگنے جیسی تیز ترین چیز بھی۔

اور جس چیز پر نظر لگنے کا اثر ہوتا ہے، خواہ وہ اس چیز کی تباہی و ہلاکت کی شکل میں ہو، یا کسی اور شکل میں، تو وہ باذنِ الٰہی یعنی اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، جیسا کہ زہر اور دوا وغیرہ کے اثرات کا بھی یہی معاملہ ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال شعيب الارنؤوط:حديث حسن، عروة بن عامر -وهو المكّي -روى عنه جمعٌ، وذكره ابنُ حبان فى "الثقات"، وقيل :له صحبة، والصحيح أنه تابعى، وعُبيد -ويقال :عُبيد الله -بن رِفاعة الزُّرَقى مختلف فى صحبته كذلک، وقد روى عنه جمع، وذكره ابنُ حِبَّان فى "ثقاته"، وقال العجلى :تابعى ثقة .وبقية رجال الإسناد ثقات رجال الصحيح(حاشية مسند احمد)

وقال الالبانى: قلت :و رجاله ثقات مشهورون من رجال الشيخين غير عبيد بن رفاعة و هو ثقة و غيرعروة بن عامر ، قال فى التقريب " :مختلف فى صحبته ، له حديث فى الطيرة و ذكره ابن حبان فى ثقات التابعين . "ثم أخرج الترمذى الحديث من طريق أيوب عن عمرو بن دينار عن عروة بن عامر عن عبيد بن رفاعة عن أسماء بنت عميس عن النبى صلى الله عليه وسلم .قلت :فصرح أيوب أنه من مسند أسماء خلاف المتبادر من رواية سفيان الأولى .و للحديث شاهد صحيح من رواية ابن عباس تقدم قبله .و قد رواه الترمذى بلفظ ":لو كان شىء سابق القدر لسبقته العين و إذا استغسلتم فاغسلوا . "و قال ":حديث حسن صحيح (السلسلة الصحيحة ،تحت حديث رقم ١٢٥٢)

[1] (وعن ابن عباس -رضى الله عنهما -عن النبى -صلى الله عليه وسلم -قال :العين) : أى: أثرها (حق) : وتحقيقه أن الشىء لا يعان إلا بعد كماله وكل كامل يعقبه النقص ولما كان ظهور القضاء بعد العين أضيف ذلک إليها (فلو كان شىء سابق القدر) : أى :غالبه فى السبق (سبقته العين) : أى :لغلبته العين، والمعنى :لو أمكن أن يسبق القدر شىء ، فيؤثر فى إفناء شىء وزواله قبل أوانه المقدر له سبقت العين القدر، وحاصله :أن لا هلاک ولا ضرر بغير القضاء والقدر، ففيه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

# تقدیرِ الٰہی کے بعد نظر لگنے کی وجہ سے بڑے طبقہ کی موت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جُلُّ مَنْ يَّمُوْتُ مِنْ أُمَّتِيْ بَعْدَ قَضَاءِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَقَدَرِهٖ بِالْأَنْفُسِ يَعْنِيْ بِالْعَيْنِ**(مسند الطيالسى) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا بہت بڑا طبقہ اللہ کے فیصلہ اوراس کی کتاب اور تقدیر کے بعد انفس یعنی نظر لگنے کی وجہ سے فوت ہو

---

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

مبالغة لكونها سببا فى شدة ضررها، ومذهب أهل السنة أن العين يفسد ويهلك عند نظر العائن بفعل الله تعالى أجرى العادة أن يخلق الضرر عند مقابلة هذا الشخص بشخص آخر .قال النووى: فيه إثبات القدر، وأن الأشياء كلها بقدر الله تعالى.

قال الطيبى :المعنى أن فرض شىء له قوة وتأثير عظيم سبق القدر لكان عينا .والعين لا يسبق فكيف لغيرها؟ وقال التوربشتى قوله " :العين حق "أى :الإصابة بالعين من جملة ما تحقق كونه، وقوله : "ولو كان شىء سابق القدر "كالمؤكد للقول الأول، وفيه تنبيه على سرعة نفوذها وتأثيرها فى الذوات(مرقاة المفاتيح، ج٧ص ٢٨٧٠، كتاب الطب والرقى)

[1] رقم الحديث ١٨٦٨، كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٣٠٥٢)

قال الهيثمى:رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح، خلا الطالب بن حبيب بن عمرو، وهو ثقة(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٤٢٣، باب ماجاء فى العين)

وقال ابن حجر:وقد أخرج البزار من حديث جابر بسند حسن عن النبى صلى الله عليه وسلم قال أكثر من يموت من أمتى بعد قضاء الله وقدره بالأنفس قال الراوى يعنى بالعين(فتح البارى لابنِ حجر، ج١٠ ص٢٠٤،قوله باب العين حق)

و قال الالبانى: أكثر من يموت من أمتى بعد كتاب الله وقضائه وقدره بالأنفس .(يعنى بالعين ) ." أخرجه الطيالسى فى "مسنده(١٧٦٠) "وعنه الطحاوى فى "المشكل(٤/٧٧) " :حدثنا طالب حبيب بن عمرو بن سهل -ضجيع حمزة -قال :حدثنى عبد الرحمن بن جابر عن أبيه . قلت :وهذا إسناد حسن .ابن جابر ثقة محتج به فى "الصحيحين "، وطالب بن حبيب صدوق يهم كما فى " التقريب ."ومن طريقه رواه ابن أبى عاصم فى "السنة " (ق ٢/٢٤) والعقيلى(١٩٦)وابن عدى(١/٢٠٨)وقال فى طالب " :أرجو أنه لا بأس به ."والحديث قال الهيثمى فى "المجمع (١٠٦/٥) ""رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح، خلا طالب بن حبيب بن عمرو وهو ثقة ."وقال الحافظ فى "الفتح(١٠/١٦٧) " "وسنده حسن ."وقال السخاوى فى "المقاصد " :"ورجاله ثقات (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٧٤٧)

گا (طیالسی، بزار)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا فیصلہ اور تقدیر تو سب پر غالب ہے، لیکن اس کے بعد موت کا بڑا سبب نظر کا لگ جانا ہے، اور اسی وجہ سے نظر لگنے کے باعث بہت سے لوگ فوت ہو جاتے ہیں۔ [1]

## نظر، انسان اور جانور کی موت کا سبب بن جاتی ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعَیْنُ تَدْخُلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ (حلیة الأولیاء، لابی نُعیم الأصبهانی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر (باذنِ الٰہی) آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے (حلیۃ الأولیاء)

مطلب یہ ہے کہ نظر لگنے کی وجہ سے انسان اور جانور وفات پا جاتا ہے۔

اونٹ کو دیگ میں داخل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ نظر لگنے کی وجہ سے موت کے قریب پہنچ جاتا ہے، جس کی وجہ سے اسے ذبح کرنا پڑتا ہے، اور اس کا گوشت دیگ میں پکنے کے لئے

---

[1] (أكثر من يموت من أمتى بعد قضاء الله وقدره بالعين) وفى رواية بالنفس وفسر بالعين وذلك لأن هذه الأمة فضلت باليقين على سائر الأمم فحجبوا أنفسهم بالشهوات فعوقبوا بآفة العين فإذا نظر أحدهم بعين الغفلة كانت عينه أعظم والذم له ألزم (قل إن الهدى هدى الله أن يؤتى أحد مثل ما أوتيتم) فلما فضلهم الله باليقين لم يرض منهم أن ينظروا إلى الأشياء بعين الغفلة وتتعطل منة الله عليهم وتفضيله لهم .ذكره الحكيم

(الطيالسى) أبو داود (تخ والحكيم) الترمذى (والبزار) فى مسنده والضياء فى المختارة كلهم عن جابر بن عبد الله قال الحافظ فى الفتح سنده حسن وتبعه السخاوى وقال الهيثمى بعد ما عزاه للبزار رجاله رجال الصحيح خلا طلب ابن حبيب ابن عمرو وهو ثقة (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۱۳۸۵)

[2] ج۷ص۹۰،مسند الشهاب القضاعى،رقم الحديث ۱۰۵۷،إن العين لتدخل الرجل القبر،تاريخ بغداد ج۹ص ۲۴۴.

قال الالبانى: و إسناده حسن عندى(السلسلة الصحيحة ، تحترقم الحديث ۱۲۴۹)

پہنچ جاتا ہے۔ ۱؎

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَيْنُ حَقٌّ، تَسْتَنْزِلُ الْحَالِقَ(مسند احمد) ۲؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر لگنا برحق ہے، جو بلند ترین پہاڑ سے بھی نیچے گراسکتی ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ نظر لگنے میں اتنی تاثیر ہے کہ اس کے اثر سے انسان بلند ترین جگہ سے گرا کر اپنے آپ کو نقصان یا ہلاکت میں مبتلا کر لیتا ہے۔ ۳؎

---

۱؎ (العين تدخل الرجل القبر) أى تقتله فيدفن فى القبر (وتدخل الجمل القدر) أى إذا أصابته مات أو أشرف على الموت فذبحه مالكه وطبخه فى القدر يعنى أن العين داء والداء يقتل فينبغى للعائن أن يبادر إلى ما يعجبه بالبركة ويكون ذلك رقية منه (فائدة) أخرج ابن عساكر أن سعيدا الساجى من كراماته أنه قيل له :احفظ ناقتك من فلان العائن فقال :لا سبيل له عليها فعانها فسقطت تضطرب فأخبر الساجى فوقف عليه فقال :بسم الله حبس حابس وشهاب قابس رددت عين العائن عليه وعلى أحب الناس إليه وعلى كبده وكلوتيه وشيق وفى ماله يليق فأرجع البصر هل ترى من فطور الآية فخرجت حدقتا العائن وسلمت الناقة.(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۷۴۸)

۲؎ رقم الحديث ۲۴۷۷، ورقم الحديث ۲۶۸۱، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۱۲۶۶۲، مستدرك حاكم رقم الحديث ۷۶۰۶.

قال الحاكم:هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه بهذه الزيادة.

وقال الذهبى فى التلخيص: صحيح.

وقال شعيب الارنؤوط:حسن لغيره(حاشية مسند احمد)

و قال الالبانى: الحديث له شاهد بلفظ :( إن العين لتوقع الرجل ) و قد مضى برقم ( ۸۸۹) فهو به حسن إن شاء الله تعالى (السلسلة الصحيحة تحت رقم الحديث ۱۲۵۰ )

۳؎ (العين حق) أى الإصابة بالعين من جملة ما تحقق كونه (تستنزل الحالق) أى الجبل العالى قال الحكماء :والعائن يبعث من عينه قوة سمية تتصل بالمعان فيهلك أو يهلك نفسه قال :ولا يبعد أن تنبعث جواهر لطيفة غير مرئية من العين فتتصل بالمعين وتتخلل مسام بدنه فيخلق الله الهلاك عندها كما يخلقه عند شرب السم وهو بالحقيقة فعل الله قال المازرى :وهذا ليس على القطع بل جائز أن يكون ، وأمر العين مجرب محسوس لا ينكره إلا معاند(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۷۴۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَيْنَ لَتُوْلَعُ الرَّجُلَ بِإِذْنِ اللّٰهِ، حَتّٰى يَصْعَدَ حَالِقًا ثُمَّ يَتَرَدّٰى مِنْهُ** (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر لگنا باذنِ الٰہی آدمی پر تیزی سے اثر انداز ہوتی ہے، یہاں تک کہ اس کو بلند پہاڑ پر چڑھا دیتی ہے، پھر اس کو وہاں سے گرا دیتی ہے (مسند احمد)

یعنی نظر لگنے کے اثر کی وجہ سے بعض اوقات انسان زندگی سے اُکتا جاتا ہے، اور وہ بلند جگہ چڑھ کر اپنے آپ کو گرا کر نقصان یا ہلاکت میں مبتلا کر لیتا ہے۔

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ میری امت کی آدھے لوگوں کی قبریں نظرِ بد کی وجہ سے کھودی جائیں گی۔

مگر اس حدیث کی سند ناقابلِ اعتبار قرار دی گئی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٢١٣٠٢، مسند البزار رقم الحديث ٣٩٧٢، كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٣٠٥٣.

قال الهيثمي: رواه أحمد والبزار ورجال أحمد ثقات(مجمع الزوائد ج٥ص ١٠٦ ،باب ما جاء في العين)

و قال الالباني:قلت :و للحديث شاهد بلفظ " :العين حق تستنزل الحالق "فهو به قوى(السلسلة الصحيحة للالباني تحت رقم الحديث ٨٨٩)

[2] عن علي بن عروة، عن عبد الملك، عن داود بن أبي عاصم، عن أسماء بنت عميس، قالت :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :نصف ما يحفر لأمتي من القبور من العين (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٣٩٩)

قال الهيثمي:رواه الطبراني، وفيه علي بن عروة الدمشقي، وهو كذاب .(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٤٢٢)

و قال الالباني: "نصف ما يحفر لأمتي من القبور من العين ."موضوع.أخرجه الطبراني في " المعجم الكبير(٢٤/١٥٥/٣٩٩) "من طريق علي بن عروة عن عبد الملك عن داود بن أبي عاصم عن أسماء بنت عميس قالت :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :فذكره .قلت: وهذا موضوع، آفته ابن عروة هذا، قال الهيثمي في "المجمع(٥/١٠٦) " والسخاوي في " المقاصد " :"وهو كذاب ."قلت :وهو مما سود به السيوطي "الجامع الصغير !"وانظر " الصحيحة(٧٤٧) "(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ١٦٤٨ )

معلوم ہوا کہ نظر لگنے کا حقیقت میں وجود ہے، اوراس کا نظر لگنے والے پر بدترین اثر ہوسکتا ہے، اورنظر لگنے کی وجہ سے انسان اور جانور ہلاک اورفوت بھی ہوسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسبابِ عادیہ کے درجہ میں نظر لگنے کے باعث انسان یا جانور کی جان یا غیر جاندار چیز پر انتہائی خطرناک اثرات مرتب ہوسکتے ہیں، اورنظر لگنے کے باعث انسان یا جانور کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے، اور انسان اپنی زندگی سے اکتاہٹ کا بھی شکار ہوسکتا ہے، یہ امر صحیح احادیث کی روشنی میں ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے، اس کونظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

لہٰذا نظر لگنے اور لگانے سے پیشگی حفاظت وسدِّ باب اور نظر لگ جانے کے بعد اس کے علاج کے لئے مؤثر ومسنون تدابیر کو اختیار کرنا چاہئے۔

شریعتِ مطہرہ کی یہ خصوصیت وجامعیت ہے کہ اس نے جہاں ایک طرف امراض ومصائب وغیرہ کی نشاندہی کی ہے، اسی کے ساتھ ان کے حل وعلاج کے لئے مؤثر، قیمتی اورآسان تدابیر بھی بتلائی ہیں، آگے معتبر احادیث کی روشنی میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

**وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.**

(فصل نمبر ۳)

# نظر لگنے سے پیشگی حفاظت کے مسنون اعمال

معتبر و مستند احادیث میں نظر لگنے سے پیشگی حفاظت وسدِّ باب کا ذکر آیا ہے، یہ انتہائی قیمتی اور مؤثر تدابیر واوراد ہیں، ذیل میں ان کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## نظر لگنے سے پیشگی تعوذ اور حفاظت کی دعاء اور دَم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الْعَیْنِ فَإِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ** (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ذریعہ نظر لگنے سے استعاذہ (یعنی پناہ وحفاظت طلب) کیا کرو، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے (حاکم)

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

نظر لگنے سے استعاذہ یعنی پناہ وحفاظت حاصل کرنے کا سب سے عمدہ طریقہ معوذتین یعنی سورہ ناس اور سورہ فلق کا پڑھنا ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۷۴۹۷، كتاب الطب، سنن ابن ماجه ، رقم الحديث ۳۵۰۸.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه بهذه السياقة إنما اتفقا على حديث ابن عباس العين حق "
وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.
وقال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره (حاشية ابنِ ماجه)

[2] عن ابن كعب بن مالك، عن أبيه، رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : استعيذوا بالله من العين، فإن العين حق (مكارم الاخلاق للخرائطي، رقم الحديث ۱۰۵۳)

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا** (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانوں کی نظر لگنے سے پناہ (اپنے الفاظ میں) طلب کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ معوذتین (یعنی سورہ فلق وسورہ ناس) نازل ہوگئیں، پھران دوسورتوں کے نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنّوں کے شراور انسانوں کی نظر لگنے سے پناہ وحفاظت کے لئے) ان دونوں سورتوں کو اختیار کرلیا، اوران کے علاوہ اور چیزوں کو چھوڑ دیا (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں اور جنات کی نظر لگنے سے حفاظت کے لئے ان سورتوں کے نازل ہونے کے بعد کثرت سے ان سورتوں کو ہی انسانوں اور جناتوں اور مختلف دوسری چیزوں کے شروراور فتنوں سے تعوذ وحفاظت کے لئے پڑھتے تھے۔

حضرت ابنِ عابس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا ابْنَ عَابِسٍ، أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ مَا تَعَوَّذَ بِهِ الْمُتَعَوِّذُوْنَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ** (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۲۹۷) [2]

ترجمہ: رسول اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابنِ عابس! میں آپ کو سب سے افضل اُس تعوذ (یعنی اللہ سے پناہ وحفاظت حاصل کرنے والی چیز) کی خبر نہ

---

[1] رقم الحديث ۱۹۸۴، كتاب الطب، باب ما جاء فى الرقية بالمعوذتين.
قال الترمذی: وفى الباب عن انس وهذا حديث غريب.

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

دے دوں، جس سے لوگ تعوذ (یا تعویذ) کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ضرور! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' اور ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' یہ دونوں سورتیں (سب سے افضل تعوذ یا تعویذ ہیں) (مسند احمد)

بعض احادیث میں سورہ ناس اور سورہ فلق کی اور بھی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔ [1]

اور بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روزانہ رات کے وقت اور کسی تکلیف کے پیش آنے کے وقت ان دونوں سورتوں کو اور ساتھ ہی سورہ اخلاص کو پڑھ کر اپنے اوپر دَم کرنے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ، نَفَثَ فِيْ كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيْعًا، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ، وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَأْمُرُنِيْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهٖ** (بخاری) [2]

---

[1] عن عقبة بن عامر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ألم تر آيات أنزلت الليلة لم ير مثلهن قط، قل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس(مسلم، رقم الحديث ٨١٤''٢٦٤'')

عن عقبة بن عامر الجهني، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :قد أنزل الله على آيات لم ير مثلهن (قل أعوذ برب الناس)إلى آخر السورة، و (قل أعوذ برب الفلق)إلى آخر السورة(سنن الترمذي، رقم الحديث ٢٩٠٢)

قال الترمذي:هذا حديث حسن صحيح.

عن عقبة بن عامر الجهني، أنه قال :اتبعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو راكب، فوضعت يدي على قدميه، فقلت :أقرئني من سورة يوسف .فقال " :لن تقرأ شيئا أبلغ عند الله من قل أعوذ برب الفلق "(مسند احمد، رقم الحديث ١٧٣٤١)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ٥٧٤٨، كتاب الطب،باب النفث في الرقية.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر (نیند کے لئے) تشریف لے جاتے (یعنی سونے کا ارادہ فرماتے) تو اپنے ہاتھوں پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (یعنی سورہ اخلاص) اور معوذتین (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھ کر دم کرتے (یعنی اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے) پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ پہنچ سکتا، پھیر لیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو مجھے اسی طرح کرنے (کہ میں اپنے ہاتھوں پر دَم کرکے آپ کے جسم اطہر پر پھیروں) کا حکم فرماتے تھے (بخاری)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ سورتیں پڑھنے اور اپنے جسم پر دَم کرنے کا عمل تین مرتبہ کرتے تھے، اور ہاتھ پھیرنے کی ابتداء اپنے سَر اور چہرہ اور جسم کے سامنے والے حصہ سے فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

**أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا آوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ** (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر ہر رات کو آتے تھے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کرتے تھے، پھر ان پر دَم کرتے، پس ان میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اور ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' اور ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھتے تھے، پھر

[1] رقم الحدیث ۵۰۱۷، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات.

ان دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا، پھیرلیا کرتے تھے، دونوں ہاتھوں کے پھیرنے کی ابتداء اپنے سر اور اپنے چہرہ اور اپنے جسم کے سامنے کے حصہ سے کیا کرتے تھے اور یہ (یعنی تینوں سورتیں پڑھنے اور ہاتھوں پر پھونک کر جسم پر پھیرنے کا) عمل تین مرتبہ کیا کرتے تھے (بخاری)

اس لئے اگر یہ عمل تین مرتبہ کیا جائے، تو زیادہ بہتر اور زیادہ مؤثر ہے، اگر چہ ایک مرتبہ بھی جائز اور فائدہ سے خالی نہیں۔

اس کے علاوہ صحیح حدیث میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ جب کسی وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف محسوس ہوتی، تو اس وقت بھی یہ عمل کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ، فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِىْ تُوُفِّيَ فِيْهِ، طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِىْ كَانَ يَنْفِثُ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ** (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی تکلیف ہوتی، تو اپنے آپ پر ''معوذات'' (یعنی سورہ فلق، سورہ ناس اور سورہ اخلاص) پڑھ کر پھونک مارتے تھے، اور ان کو اپنے ہاتھ پر پڑھ کر جسم پر پھیرتے تھے، پھر جب آپ کو اس تکلیف کی شکایت ہوئی، جس میں آپ کی وفات ہوئی، تو میں نے ''معوذات'' کو آپ پر پڑھ کر دَم کیا، جس طرح سے آپ پڑھ کر دَم کرتے تھے، اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو (اس میں برکت زیادہ ہونے کی وجہ سے) آپ کے جسم پر پھیر دیا (بخاری)

---

[1] رقم الحديث ٤٤٣٩، كتاب المغازى، باب مرض النبى صلى الله عليه وسلم ووفاته.

دَم کرنے کا جو طریقہ احادیث میں گزرا، اس کے متعلق بہت سے حضرات نے تو فرمایا کہ پہلے یہ تینوں سورتیں پڑھے، اور پھر ہاتھوں پر دَم کرے، اور پورے جسم پر پھیرے، جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ پہلے ہاتھوں پر پھونک مارے، اور پھر یہ سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مارے بغیر ان کو جسم پر پھیرے، اور یہ عمل تین مرتبہ کرے۔ [1]

لہٰذا جس طریقہ پر بھی حسبِ ذوق عمل کرلیا جائے، گنجائش ہے، اور کبھی ایک طریقہ پر اور کبھی دوسرے طریقہ پر عمل کرے، تو اس میں بھی حرج اور جھگڑے کی بات نہیں۔

ملحوظ رہے کہ کئی احادیث میں نظر کے دَم کی اور بھی دعاؤں کا ذکر آیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، لیکن مذکورہ طریقہ پر یہ تینوں سورتیں زیادہ مفید ہیں، اگر کوئی اس عمل کا روزانہ اہتمام کیا کرے، تو نظر لگنے سے حفاظت اور سدِّ باب کا یہ آسان طریقہ اور مؤثر عمل ہے۔

خلاصہ یہ کہ نظر لگنے اور اثر ہوجانے سے پیشگی حفاظت بلکہ نظر لگنے کے بعد اس کے اثر کو دور کرنے کے لئے سورہ ناس اور سورہ فلق بڑی اہمیت وتاثیر رکھتی ہے، اور خاص طور پر ان دونوں سورتوں کے ساتھ سورہ اخلاص کو شامل کر کے مذکورہ طریقہ پر عمل کرنا نظر لگنے بلکہ

---

[1] (كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما فقرأ فيهما)قال المظهرى :الفاء للتعقيب وظاهره يدل على أنه -صلى الله عليه وسلم -نفث فى كفيه أولا، ثم قرأ وهذا لم يقل به أحد وليس فيه فائدة، ولعل هذا سهو من الكاتب أو من راو لأن النفث ينبغى أن يكون بعد التلاوة ليوصل بركة القرآن واسم الله تعالى إلى بشرة القارء أو المقروء له .اهـ.

وتعقبه الطيبى فقال من ذهب إلى تخطئة الرواة الثقات العدول ومن اتفقت الأمة على صحة روايته وضبطه وإتقانه بما سنح له من الرأى الذى هو أوهن من بيت العنكبوت فقد خطأ نفسه وخاض فيما لا يعنيه هلا قاس هذه الفاء على ما فى قوله تعالى :(فإذا قرأت القرآن فاستعذ)وقوله :(فتوبوا إلى بارئكم فاقتلوا أنفسكم)على أن التوبة عين القتل ونظيره فى كلام الله تعالى العزيز غير عزيز والمعنى جمع كفيه ثم عزم على النفث فيهما فقرأ فيهما، أو لعل السر فى تقديم النفث على القراءة مخالفة السحرة البطلة على أن أسرار الكلام النبوى جلت عن أن تكون مشرع كل وارد وبعض من لا يد له فى علم المعانى لما أراد التقصى عن الشبهة تشبث بأنه جاء فى صحيح البخارى بالواو وهى تقتضى الجمعية لا الترتيب وهو زور وبهتان حيث لم أجد فيه وفى كتاب الحميدى وجامع الأصول إلا بالفاء اهـ وقد ثبت فى رواية أبى ذر عن الكشميهنى يقرأ بلا فاء ولا واو فيهما (ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى ،ج۷ص۴۶۵، ۴۶۶، كتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات)

جنات کے اثر سے بھی حفاظت کا مؤثر و مسنون عمل ہے، جس کا سب مسلمانوں کو اہتمام کرنا چاہئے، اور چھوٹے بچوں پر جو خود نہیں پڑھ سکتے، پڑھ کر مذکورہ طریقہ پر دَم کرنا چاہئے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بوقتِ ضرورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اسی طرح دَم کیا کرتی تھیں، تاکہ انسان اور بچے سب نظرِ بد سے محفوظ رہیں، جو کہ انتہائی خطرناک چیز ہے، اور بعض صورتوں میں انسان کی موت کا بھی سبب بن جاتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

## اپنے آپ کو یا دوسرے کو اپنی نظر لگنے سے حفاظت کی دعاء

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ مِنْ نَّفْسِهٖ وَأَخِيْهِ مَا يُعْجِبُهٗ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے آپ میں یا اپنے بھائی میں پسندیدہ چیز دیکھے، تو برکت کی دعاء دے، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے (حاکم)

اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ مِنْ نَّفْسِهٖ أَوْ مَالِهٖ أَوْ أَخِيْهِ مَا يُحِبُّ فَلْيُبَرِّكْ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے اندر یا

---

[1] رقم الحديث ۷۴۹۹، كتاب الطب.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه بذكره البركة.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

[2] رقم الحديث ۷۵۰۰، كتاب الطب، مسند ابی يعلیٰ، رقم الحديث ۷۱۹۵.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.
وقال حسين سليم أسد: إسناده جيد (حاشية ابی يعلیٰ)

اپنے مال میں یا اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز دیکھے، جو اسے پسند آئے، تو برکت کی دعاء دے، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے (حاکم، ابویعلیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ یا دوسرے کو نظر لگنے سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی چیز پسند آئے اور اچھی لگے، تو برکت کی دعاء دے، مثلاً اگر کوئی اپنی چیز پسند آئے، تو یہ دعاء کردے کہ:

"بَارَکَ اللّٰهُ لِیْ"

"اللہ مجھے برکت عطا فرمائے"

اور اگر دوسرے کی کوئی چیز پسند آئے، تو یہ دعاء کردے کہ:

"بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِیْ نَفْسِکَ وَأَهْلِکَ وَمَالِکَ"

"اللہ تجھ کو تیری جان میں اور گھر والوں میں اور مال میں برکت عطا فرمائے" [1]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِغْتَسَلَ أَبِیْ سَهْلُ بْنُ حُنَیْفٍ بِالْخَرَّارِ، فَنَزَعَ جُبَّةً کَانَتْ عَلَیْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ یَنْظُرُ، قَالَ: وَکَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أَبْیَضَ، حَسَنَ الْجِلْدِ، قَالَ: فَقَالَ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ: مَا رَأَیْتُ کَالْیَوْمِ وَلَا جِلْدَ عَذْرَاءَ، فَوُعِکَ سَهْلٌ مَکَانَهُ، فَاشْتَدَّ وَعْکُهُ، فَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَأُخْبِرَ أَنَّ سَهْلًا وُعِکَ وَأَنَّهُ غَیْرُ رَائِحٍ مَعَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ الَّذِیْ کَانَ مِنْ شَأْنِ

---

[1] (إذا رأى أحدكم من نفسه أو أهله أو ماله أو من أخيه ما يعجبه) ما يستحسنه ويرضاه (فليدع له بالبركة) وذلک؛ لأن الإعجاب قد تتولد عنه العين فيجب عليه دفع ضررها بأن يقول بارک الله لی أو لک فی نفسک وأهلک ومالک فإن العين حق سيأتی الكلام عليها من حرف العين وفيه: أن الإنسان قد يعين نفسه أو أهله أو ماله وأن الدعاء بالبركة يدفع ضررها (التنوير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۶۱۸)

عَـامِـرِ بْـنِ رَبِيْـعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، أَلَا بَرَّكْتَ، إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ(صحيح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: میرے والد حضرت سہل بن حنیف نے خرار مقام میں غسل کیا، انہوں نے اپنا پہنا ہوا جبہ اتارا، اور عامر بن ربیعہ ان کو دیکھ رہے تھے، اور حضرت سہل گورے اور خوبصورت بدن کے آدمی تھے، تو عامر بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے آج کی طرح خوبصورت جلد کسی کی نہیں دیکھی حتیٰ کہ جوان عورت کی بھی نہیں، تو حضرت سہل کو اسی وقت بخار چڑھ گیا، اور آپ کا بخار شدت اختیار کر گیا، پھر وہ (امامہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اور خبر کی کہ حضرت سہل کو بخار ہو گیا ہے، اور (اس شدت کا ہے کہ) اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی خدمت میں حاضری کے قابل بھی نہیں رہے، تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت سہل نے آپ کو عامر بن ربیعہ کی بات بتلائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے (اور عامر بن ربیعہ کو فرمایا کہ) تم نے برکت کی دعاء کیوں نہ کی (مثلاً بارک اللہ کے الفاظ کیوں نہ کہے، تاکہ وہ نظر لگنے سے محفوظ رہتے) بے شک نظر برحق ہے (ابنِ حبان)

اس واقعہ کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٦١٠٥، كتاب الرقىٰ والتمائم.

قال شعيب الارنؤوط: رجاله ثقات رجال الشيخين غير محمد بن أبى أمامة، فقد روى له أصحاب السنن غير الترمذى(حاشية ابنِ حبان)

[2] عن محمد بن أبى أمامة بن سهل بن حنيف، أنه سمع أباه يقول: اغتسل أبى سهل بن حنيف فنزع جبة كانت عليه يوم حنين حين هزم الله العدو، وعامر بن ربيعة ينظر، قال: وكان سهل رجلا أبيض حسن الخلق، فقال له عامر بن ربيعة: ما رأيت كاليوم قط، ونظر إليه فأعجبه حسنه حين طرح جبته، فقال: ولا جارية فى سترها بأحسن جسدا من جسد سهل بن حنيف، فوعك سهل مكانه، واشتد وعكه، فأتى رسول الله صلى الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ اگر دوسرے کی کوئی چیز یا حالت پسند آئے، تو ''بارک اللہ'' وغیرہ کہہ دینا چاہئے، تا کہ دوسرا شخص نظرِ بد سے محفوظ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کے علاوہ اپنی یا دوسرے کی نعمت یا پسندیدہ چیز دیکھنے پر ذیل کے الفاظ کہہ لیے جائیں، تو بھی نظر لگنے سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

## مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه.

ترجمہ: جو اللہ چاہے، وہی ہوتا ہے، اور نہیں ہے قوت، مگر اللہ ہی کے ذریعہ۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عليه وسلم، فأخبره أن سهل بن حنيف وعک، وأنه غير رائح معک، فأتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأخبروه بالذى كان من شأن عامر، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :علام يقتل أحدكم أخاه، ألا بركت، إن العين حق، توضأ له ، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إذا رأى أحدكم شيئا يعجبه فليبرک فإن العين حق(مستدرک حاكم، رقم الحديث ۵۷۴۲)

قال الحاكم: هذه الزيادات فى الحديثين جميعا مما لم يخرجاه.

[1] وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْکَ مَالًا وَوَلَدًا(سورة الكهف، رقم الآية ۳۹)

ما يستطب به من العين:

أ -التبريک:المقصود بالتبريک هنا الدعاء من العائن للمعين بالبركة عند نظره إليه فذلک - بإرادة الله تعالى ومشيئته -يحول دون إحداث أى ضرر بالمعين ويبطل كل أثر من آثار العين روى عن محمد بن أبى أمامة بن سهل بن حنيف أنه سمع أباه يقول :اغتسل أبى سهل بن حنيف بالخرار، فنزع جبة كانت عليه وعامر بن ربيعة ينظر إليه، قال :وكان سهل رجلا أبيض حسن الجلد قال : فقال له عامر بن ربيعة :ما رأيت كاليوم ولا جلد عذراء قال :فوعک سهل مكانه واشتد وعكه -أى صرع -فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبر أن سهلا وعک، وأنه غير رائح معک يا رسول الله، فأتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم "فأخبره سهل بالذى كان من شأن عامر بن ربيعة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :علام يقتل أحدكم أخاه؟ ألا بركت -مخاطبا بذلک عامرا متغيظا عليه ومنكرا -أى قلت :بارک الله فيک فإن ذلک يبطل المعنى الذى يخاف من العين ويذهب تأثيره -ثم قال :إن العين حق، توضأ له فتوضأ له عامر، فراح سهل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس به بأس .

قال ابن عبد البر :يقول له :تبارک الله أحسن الخالقين، اللهم بارک فيه ولا تضره، وأيضا روى عن النبى صلى الله عليه وسلم من رأى شيئا فأعجبه فقال :ما شاء الله لا قوة إلا بالله لم يضره قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ اپنے یا دوسرے کی کوئی پسندیدہ چیز دیکھنے پر برکت وغیرہ کی دعاء کرنا سنت ومستحب ہے، اوراس عمل کی برکت سے نظر لگنے سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ [1]

اوراس کی وجہ یہ ہے کہ نظر، تقدیرِ الٰہی وحکمِ الٰہی پر سبقت نہیں لے جاسکتی، جب کسی چیز کے پسند آنے پر اللہ سے برکت وغیرہ کی دعاء کر لی جاتی ہے، تو اس نظر پر اللہ کا نام اوراس کی مشیّت وبرکت، تقدیرِ الٰہی وحکمِ الٰہی بن کر غالب آ جاتی ہے، اوراس پر نظرِ بد کے اثر ڈالنے کے لئے مانع اور رکاوٹ بن جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## نظر سے حفاظت کے لئے کھیتی میں ہانڈیاں وغیرہ نصب کرنا

ایک حدیث میں کھیتی کو نظر لگنے سے بچانے کے لئے اس میں لکڑیاں اور ہڈیاں (مثلاً کسی جانور کی کھوپڑی) نصب کرنے کا حکم آیا ہے۔ [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العدوی :فواجب علی کل من أعجبه شیء عند رؤیته أن یبارک لیأمن من المحذور وذلک بأن یقول :تبارک الله أحسن الخالقین، اللهم بارک فیه(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۳۱ص ۱۲۰، ۱۲۱، مادة "عین")

[1] ذهب جمهور العلماء إلى أن قراء ة بعض الأدعیة المأثورة، والآیات القرآنیة تدفع ضرر العین، کما روی عامر بن ربیعة رضی الله عنه :أن النبی صلی الله علیه وسلم قال :إذا رأی أحدکم من نفسه أو ماله أو أخیه شیئا یعجبه، فلیدع بالبرکة، فإن العین حق، ففیه دلیل علی أن العین لا تضر، ولا تعدو إذا برک العائن، فالمشروع علی کل من أعجبه شیء أن یبرک، فإنه إذا دعا بالبرکة صرف المحذور لا محالة، والتبرک أن یقول :تبارک الله أحسن الخالقین، اللهم بارک فیه .وقال النووی یستحب للعائن أن یدعو لمعین بالبرکة، فیقال :اللهم بارک ولا تضره.
ویقول :ما شاء الله لا قوة إلا بالله .
وفی حدیث أنس رضی الله عنه رفعه :من رأی شیئا فأعجبه، فقال :ما شاء الله، لا قوة إلا بالله لم یضره(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۱۳ص ۳۱، مادة "تعویذ")

[2] عن عمر بن علی، عن أبیه :أن النبی صلی الله علیه وسلم أمر بالجماجم أن تنصب فی الزرع .قال :قلت :من أجل ماذا؟ قال :من أجل العین (مسند البزار، رقم الحدیث ٦٦٧)

مگر اس حدیث کو محدثین واہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

[1] قال البزار:، وهذا الحديث لا نحفظه عن النبى صلى الله عليه وسلم من وجه متصل إلا بهذه الرواية عن على رضى الله عنه.
وقال الهيثمى:رواه البزار، وفيه الهيثم بن محمد بن حفص، وهو ضعيف، ويعقوب بن محمد الزهرى ضعيف أيضا(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۴۳۳،باب نصب الجماجم فى الزرع من أجل العين)

حدثنا أحمد بن صالح، حدثنا ابن أبى فديك، عن على بن عمر بن على، عن أبيه، عن جده، قال :قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فقال :يا معشر قريش، إنكم تحبون الماشية، فأقلوا منها؛ فإنكم أقل الأرض مطرا، واحترثوا فإن الحرث مبارك، وأكثروا فيه من الجماجم(المراسيل لابى داؤد، رقم الحديث ۵۴۰)

قال الالبانى: -(يا معشر قريش !إنكم تحبون الماشية، فأقلوا منها؛فإنكم بأقل الأرض مطرا، واحترثوا؛ فإن الحرث مبارک، وأكثروا فيه من الجماجم). ضعيف.
أخرجه أبو داود فى "المراسيل(۵۴۰)" ومن طريقه البيهقى فى "السنن (۱۳۸/۶)" وابن جرير أيضا -كما فى "كنز العمال(۱۲۹/۴) "من طريق ابن أبى فديک عن على بن عمر بن على عن أبيه عن جده قال: قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة، فقال ... :فذكره.
وتابعه عبد العزيز بن محمد الدراوردى قال :أخبرنى الهيثم بن محمد بن حفص عن أبيه عن عمربن على بن حسين : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بتلک الجماجم أن تجعل فى الزرع من أجل العين.أخرجه أبو داود(۵۴۱) وابن جرير أيضا، والبزار فى "مسنده (۲۶۷/۲) " بيروت . والبيهقى، وقال: "هذا منقطع ."يعنى أنه معضل؛ لأن عمر بن على بن حسين من أتباع التابعين؛ كما فى "ثقات ابن حبان(۱۸۰/۷) "وغيره، وقال " :يخطء ."
قلت :وإسناده عندى مضطرب؛ فإن البزار ليس عنده " :عن أبيه "؛ بل إنه جعل هذه الزيادة " -عن أبيه ... - "بعد قوله " :عن عمر بن على "، فصار الحديث عنده من مرسل على بن حسين، لكنه قال عقب الحديث ":لا نحفظه عن النبى صلى الله عليه وسلم من وجه متصل إلا بهذه الرواية عن على رضى الله عنه ." وهذا يعنى أن عمر هذا هو ابن على بن أبى طالب، وأن أباه على بن أبى طالب، ولذلک جعله متصلا ...وهو وهم منه !فإنه عمر بن على بن حسين؛ كما وقع فى سند الحديث عند جميعهم إلا البزار .ونحو هذا الوهم قول المعلق على الطريق الأولى من "المراسيل ":"وعلى بن عمر هو على بن عمر بن الحسين بن على بن أبى طالب الهاشمى ." فالظاهر أنه سقط من قلمه : (ابن على) بين :(عمر) و :(ابن الحسين) ، وإلا؛ صار الحديث مسندا؛ لأن (الحسين بن على بن أبى طالب) ؛ صحابى كما هو معلوم . ومن الاضطراب المشار إليه أنه وقع عند أبى داود" :القاسم بن محمد بن حفص ... "مكان" :الهيثم بن محمد !" ...وليس ذلک خطأ مطبعيا؛ فقد ترجم فى "التهذيب "للقاسم بن محمد هذا وأبيه، وأشار أن لهما هذا الحديث فى "مراسيل أبى داود ." وقال فى كل منهما فى "التقريب :" "مجهول ." ومن الغريب قول ابن جرير عقب الطريق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے اس عمل کو شرعی اعتبار سے سنت نہیں سمجھنا چاہیے، کوئی سنت سمجھے بغیر ویسے ہی یا کھیتی کو ضرر پہنچانے والے جانوروں وغیرہ کو متوحش کرنے اور بھگانے کے لئے یہ عمل کرے، تو حرج نہیں، بلکہ ایک انتظامی نوعیت کی چیز ہے۔ واللہ اعلم۔ [1]

اسی طرح بعض لوگ مکانوں، عمارتوں کی تعمیر کے بعد اس کے کسی سامنے کے نمایاں حصے پر گائے، بیل، بکری، مینڈھے وغیرہ کی کھوپڑی کا خول سینگوں کے ساتھ یا بلا سینگوں کے لٹکا دیتے ہیں اور بظاہر اس پر تعامل قدیم وقتوں سے چلا آ رہا ہے، شائد اس طرح کی ضعیف روایات سے یہ عمل شروع ہوا ہو، اگر اس سے غرض خوشنما اور جدید تعمیر کو بدنما اور بھدا کرنا ہو تا کہ عُجب کی نگاہ اس پر نہ جمے تو اس حد تک اس میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا، لیکن اس کو بدنمائی کا ایک حیلہ یا ٹوٹکا ہی سمجھنا چاہیے نہ کہ کوئی مسنون شرعی عمل۔

اور اگر اس کے مقابلہ میں مسنون دعاؤں اور اذکار و اعمال کو اختیار کیا جائے، تو یقیناً ان کے اثرات و فوائد زیادہ ہیں۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الأولي":هذا خبر عندنا صحيح سنده؛ إن كان عمر بن على هذا هو عمر بن على بن أبى طالب، ولم يكن :عمر بن على بن الحسين بن على بن أبى طالب؛ فإنى أظنه عمر بن على بن الحسين، وذلک أنه قد روى عنه بعضه مرسلا ."قلت :يشير إلى طريق الهيثم هذه. والهيثم هذا مجهول أيضا؛ كما قال ابن أبى حاتم عن أبيه .وقال ابن حبان فى "الضعفاء(۳/۹۲) "منكر الحديث على قلته، لا يجوز الاحتجاج به؛ لما فيه من الجهالة، والخروج عن حد العدالة إذا وافق الثقات، فكيف إذا انفرد بأوابد طامات ." ولهذا قال الهيثمى فى "مجمع الزوائد(۵/۱۰۹) "رواه البزار، وفيه الهيثم بن محمد بن حفص؛ وهو ضعيف، ويعقوب بن محمد الزهرى؛ ضعيف أيضا ." قلت :هو متابع عند سائر مخرجيه من غير واحد؛ فالعلة من الهيثم وأبى(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۰۱۹)

[1] "احرثوا فإن الحرث مبارک، وأكثروا فيه من الجماجم (د) فى مراسيله عن على بن الحسين مرسلا ."(احرثوا فإن الحرث مبارک وأكثروا فيه من الجماجم) بالجيمين قال فى النهاية :هى الخشبة التى يكون فى رأسها سكة الحرث ذكره فى الجيم وفى القاموس فى الخاء المعجمة الخمة بالضم الكتاب فإن ثبتت الرواية بالمعجمة فكان هذا جمعها وهو الأوفق والأنسب للإكثار وفى الشرح أنه البدر أو العظام التى تعلق على الزرع لدفع الطير ويدل للثانى ما فى خبر منقطع عند البيهقى أنه -صلى الله عليه وسلم -أمر بالجماجم أن يجعل فى الزرع من أجل العين (د فى مراسيله عن على بن الحسين مرسلا) كان يغنى عنه قوله فى مراسيله فإنها ليس فيها إلا المرسل(التنوير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۲۵۰)

(فصل نمبر۴)

# نظر لگ جانے پر علاجِ نبوی

نظر لگ جانے کے بعد اس کے علاج کے لئے احادیث میں مختلف مسنون دعائیں اور تدبیریں آئی ہیں، جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

## نظر لگنے پر دَم کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنِیُ رَسُوُلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ أَوُ أَمَرَ أَنُ یُّسُتَرُقٰی مِنَ الُعَیُنِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نظر لگنے پر دَم کرنے کا حکم فرمایا (بخاری)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ رَأٰی فِیُ بَیُتِھَا جَارِیَۃً فِیُ وَجُھِھَا سَفُعَۃٌ فَقَالَ اِسُتَرُقُوُا لَھَا فَإِنَّ بِھَا النَّظُرَۃَ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک بچی دیکھی، جس کے چہرے پر سیاہی چھائی ہوئی تھی، (رنگ روپ اڑا ہوا تھا، مردنی چھائی ہوئی تھی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دَم کرو، کیونکہ اس کو نظر لگی ہوئی ہے (بخاری)

حضرت عبید بن رفاعہ زُرقی سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَسُمَاءَ بِنُتَ عُمَیُسٍ قَالَتُ :یَا رَسُوُلَ اللّٰہِ، إِنَّ وَلَدَ جَعُفَرٍ تُسُرِعُ

---

[1] رقم الحدیث۵۲۹۷، کتاب الطب، باب رقیۃ العین، واللفظ لہٗ، مسند احمد رقم الحدیث ۲۴۳۴۵.

[2] رقم الحدیث۵۲۹۸، کتاب الطب، باب رقیۃ العین، مسلم، رقم الحدیث ۲۱۹۷"۵۹"

إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ فَقَالَ :نَعَمْ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ(سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: حضرت اسماء بنتِ عمیس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جعفر کے بچوں کو بڑی جلدی نظر لگ جاتی ہے، کیا میں ان کو دَم کر دیا کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی، تو وہ نظر لگنا ہوتی (ترمذی)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۹۰۸، سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۹۹۰۸) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر لگنے یا بخار ہونے میں ہی دَم کرنا ہوتا ہے (مسند احمد، ترمذی)

اس طرح کی حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ [3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ(مسلم) [4]

---

[1] رقم الحدیث ۲۰۵۹، ابواب الطب، باب ما جاء فی الرقیة من العین.
قال الترمذی: وفی الباب عن عمران بن حصین، وبریدة وهذا حدیث حسن صحیح وقد روی هذا عن أیوب، عن عمرو بن دینار، عن عروة بن عامر، عن عبید بن رفاعة، عن أسماء بنت عمیس، عن النبی ﷺ، حدثنا بذلک الحسن بن علی الخلال قال حدثناعبد الرزاق عن معمر، عن أیوب بهذا.

[2] قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحیح علی شرط الشیخین(مسند احمد)

[3] عن أنس، قال :قال النبیُّ -صلَّى الله علیه وسلم " :-لا رُقْيَةَ إلا مِنِ عَيْنٍ أو حُمَةٍ
(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۸۸۹)
قال شعیب الارنؤوط: صحیح (حاشیة سنن ابی داؤد)

[4] رقم الحدیث ۲۱۹۶ "۵۸" کتاب السلام، باب استحباب الرقیة من العین والنملة والحمة والنظرة، مسند احمد رقم الحدیث ۱۲۱۷۳.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگنے اور بخار اور پھوڑے پھنسی میں دَم کرنے کی اجازت دی (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

**رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فِی الرُّقْيَةِ مِنْ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ** (سنن ابنِ ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے سانپ اور بچھو کے کاٹنے پر دَم کی اجازت دی (ابنِ ماجہ)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نظرِ بد کے لئے بطورِ خاص اور بعض دوسری چیزوں پر دَم کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے، اگرچہ ممانعت دیگر مراض اور علتوں میں بھی دَم کرنے کی نہ ہو، لیکن بظاہر اعتدال پیدا کرنا مقصود ہے کہ کلمات طیبات، آیات بینات کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جڑی بوٹیوں، نبات و معدنیات میں بھی شفاء کی بڑی مقدار رکھی ہے، جس کی بنیاد پر طب جیسا مفید و شریف علم ہمیشہ انسانی معاشروں میں رائج اور معاشروں کی ضرورت رہا ہے، اور خود طبِ نبوی علاج کا مستقل شعبہ ہے، تو اَوراد کے ساتھ ادویات و اغذیہ کو بھی علاج کے لئے استعمال میں لایا جائے۔

## نظر لگنے پر معوذتین سے دَم کرنا سنت ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا** (سنن الترمذی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۵۱۷، كتاب الطب، باب رقية الحية والعقرب.
قال شعيب الارنؤط: اسناده صحيح (حاشية ابنِ ماجه)

[2] رقم الحديث ۱۹۸۴، كتاب الطب، باب ما جاء فی الرقية بالمعوذتين، ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۵۰۲.
قال الترمذی: وفی الباب عن انس وهذا حديث حسن غريب.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانوں کی نظر لگنے سے (اللہ کی) پناہ (مختلف پاکیزہ کلمات کے ساتھ) مانگتے تھے، یہاں تک کہ معوذتین (یعنی سورہ فلق وسورہ ناس) نازل ہوگئیں، ان دوسورتوں کے نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (نظرِ بد سے حفاظت کے لئے) ان دونوں سورتوں کو اختیار کرلیا، اوران کے علاوہ اور چیزوں کو چھوڑ دیا (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ سورہ فلق اورسورہ ناس کے نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نظرِ بد سے حفاظت کے لئے عام طور پر ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرتے تھے، کیونکہ ان دونوں سورتوں میں نظرِ بد سے حفاظت کی بہت زیادہ تاثیر ہے، اوراسی وجہ سے ان دونوں سورتوں کا بطورِ خاص حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

اوردوسری احادیث میں سورہ فاتحہ کے ذریعہ سے بھی دَم کرنے کا ذکر ہے۔

لہٰذا سورہ فاتحہ کے ذریعہ سے دَم کرنا بھی درست ہے۔

اس کے علاوہ نظر وغیرہ لگ جانے پر دوسری دعاؤں کے ذریعہ سے دَم کرنا بھی کئی احادیث سے ثابت ہے، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ [1]

لیکن چونکہ معوذتین (یعنی سورہ فلق اورسورہ ناس) میں اصولی طور پر ہر مخلوق کے شر سے تعوذ

---

[1] (كـان يتعوذ من الجان) أى يقـول أعـوذ بـالله من الجان (وعين الإنسان) مـن ناس ينوس إذا تـحـرک وذلک يشتـرک فيـه الجن والإنس وعين كل ناظر (حتى نزلت) الـمـعوذتان فلما نزلتا (أخـذ بهما وترک ما سواهما) أى مـمـا كـان يتعوذ به من الكلام غير القرآن لما ثبت أنه كان يرقى بـالـفـاتـحة وفيهـمـا الاستـعـاذـة بالله فكان يرقى بها تارة ويرقى بالمعوذتين أخرى لما تضمنتاه من الاستعاذة من كل مكروه إذ الاستعاذة من شر ما خلق تعم كل شر يستعاذ منه فى الأشباح والأرواح والاستـعـاذة من شر الغاسق وهو الليل وآيته أو القمر إذا غاب يتضمن الاستعاذة من شر ما ينتشر فيه مـن الأرواح الـخبيثة والاستـعـاذـة مـن شـر الـنفاثات تتضمن الاستعاذة من شر السواحر وسحرهن والاستـعـاذـة مـن شـر الـحـاسـد تتـضـمن الاستعاذة من شر النفوس الخبيثة المؤذية والسورة الثانية تتـضـمـن الاستـعـاذـة من شر الإنس والجن فجمعت السورتان الاستعاذة من كل شر فكانا جديرين بـالأخـذ بهـمـا وترک ما عداهما.قـال ابن حجر :هـذا لا يـدل عـلـى الـمنع من التعوذ بغير هاتين الـسـورتيـن بـل يدل على الأولوية سيما مع ثبوت التعوذ بغيرهما وإنما اكتفى بهما لما اشتملتا عليه مـن جـوامـع الـكلم والاستعاذة من كل مكروه جملة وتفصيلا(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ٦٩٧٣)

وحفاظت کا سامان ہے، جس میں زندہ مخلوق بھی داخل ہے، اور جمادات والی مخلوق بھی داخل ہے، مثلاً بدن یا مال یا دنیا یا دین میں کسی طرح کا شر پیدا ہونا، جس میں آگ میں جلنا اور زہر کا نقصان بھی داخل ہے، اوراس کے علاہ جادو اور شیاطین وجنات اور انسانوں کے نقصان سے حفاظت کے لئے بھی یہ دونوں سورتیں مؤثر ہیں، اوران دونوں سورتوں کے ذریعہ تعوذ حاصل کرنے اوران سے دَم کرنے کا نفع اور فائدہ دوسری دعاؤں کے مقابلہ میں عام ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مختلف چیزوں سے تعوذ اور حفاظت اور دَم کرنے کے لئے عام طور پر ان دوسورتوں کا اہتمام کیا کرتے تھے، واللہ اعلم۔ [1]

## معوّذتین، جادو کا اثر دور کرنے کے لئے بھی مؤثر ہیں

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] (وعن أبی سعید الخدری رضی اللّه عنه قال :كان رسول اللّه یتعوذ من الجان وعین الإنسان) لعظم ضررهما :أی كان یقول اللهم إنی أعوذ بک من الجان وعین الإنسان (حتی نزلت المعوذتان، فلما نزلتا) أی المعوذتان (أخذ بهما) فی التعوذ لعمومهما لذلک وغیره (وترک ما سواهما) من التعاویذ (رواه الترمذی وقال :حدیث حسن) وإنما اختصا بذلک لاشتمالهما علی الجوامع فی المستعاذ به والمستعاذ منه، أما الأول فلأن الافتتاح برب الفلق مؤذن بطلب فیض ربانی یزیل كل ظلمة فی الاعتقاد أو العمل أو الحال، لأن الفلق الصبح وهو وقت فیضان الأنوار ونزول البركات وقسم الأرزاق وذلک مناسب للمستعاذ منه .وأما الثانی لأنه فی الأولی ابتدأ فی ذكر المستعاذ منه باعلام وهو شرّ كل مخلوق حیّ أو جماد فیه شر فی البدن أو المال أو الدنیا أو الدین كإحراق النار وقتل السمّ، ثم بالخاص اعتناء به لخلفاء أمره، إذ یلحق الإنسان من حیث لا یعلم كأنه یغتال به، وهو القمر إذا غاب لأن الظلمة التی تعقب ذلک تكون سبباً لصعوبة التحرز من الشرّ المسبب عنها، ثم نفث الساحرات فی عقدهن الموجب لسریان شرهن فی الروح علی أبلغ وجه وأخفاه فهو أدق من الأول، ثم بشرّ الحاسد فی وقت التهاب نار حسده فیه لأنه حینئذ یسعی فی إیصال أدق المكائد المذهبة للنفس والدین فهو أدق وأعظم من الثانی، وفی الثانیة خص شرّ الموسوس فی الصدور من الجنة والناس لأن شرّه حینئذ یعادل تلک الشرور بأسرها، لأنها إذا كانت فی صدر المستعیذ ینشأ عنهما كل كفر وبدعة، وضلالة، ومن ثم زاد التأكید والمبالغة فی جانب المستعاذ به إیذاناً بعظمة المستعاذ منه، وكأنه قیل أعوذ من شرّ الموسوس إلی الناس بمن رباهم بنعمه وملكهم بقهره وقوته، وهو إلههم ومعبودهم الذی یستعیذون به ممن سواه ویعتقدون أن لا ملجأ لهم إلا إیاه، وختم به لأنه مختص به تعالی، بخلاف الأولین فإنهما قد یطلقان علی غیره(دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، ج٦ ص ٤٩٦، كتاب الفضائل،باب فی الحث علی سور)

سَحَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ، قَالَ: فَاشْتَكٰى، فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ، فَنَزَلَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَحَرَكَ، وَالسِّحْرُ فِيْ بِئْرِ فُلَانٍ، قَالَ: فَأَرْسَلَ عَلِيًّا فَجَاءَ بِهٖ، قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يُّحِلَّ الْعُقَدَ، وَتَقْرَأَ آيَةً، فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَيَحُلُّ، حَتّٰى قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، قَالَ: فَمَا ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ الْيَهُوْدِيِّ شَيْئًا مِمَّا صَنَعَ بِهٖ، قَالَ: وَلَا أَرَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ (مسند عبدبن حميد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی آدمی نے جادو کر دیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل تشریف لائے، اور معوذتین (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) نازل کیں، اور فرمایا کہ یہودیوں میں سے ایک آدمی نے آپ پر جادو کر دیا ہے، اور جادو فلاں کنویں میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے وہ جادو والی چیز لے کر آئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جادو کی گرہ کھولنے اور (معوذتین کی) ایک ایک آیت پڑھنے کا حکم فرمایا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معوذتین کو پڑھنا اور گرہ کھولنا

---

[1] رقم الحديث ۲۷۱، مسند زيد بن ارقم، شرح مشكل الآثار للطحاوى، تحت رقم الحديث ۵۹۳۵.

قال الشيخ مصطفى العدوى: سند صحيح (حاشية مسند عبدبن حميد)

و قال الالبانى: قلت: وهذا إسناد صحيح كما قال الحافظ العراقى فى "تخريج الإحياء (۳۳۶/۲)" وهو على شرط مسلم، فإن رجاله رجال الشيخين غير يزيد بن حبان فهو من رجال مسلم. وأبو معاوية هو محمد بن خازم الضرير، قال الحافظ فى "التقريب": "ثقة، أحفظ الناس لحديث الأعمش." قلت: وهذا مما يمنعنا من الحكم على إسناده بالشذوذ لمخالفته للثقات الثلاثة المتقدمين، فالظاهر أن للأعمش فيه شيخين عن زيد بن أرقم. والله أعلم. ثم إن سائر الزيادات لابن أبى شيبة وأحمد، إلا زيادة قراء ة آية فهى لعبد بن حميد، وكذا زيادة نزول جبريل بـ (المعوذتين)، وسندها صحيح أيضا. ولها شاهد من حديث عمرة عن عائشة (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۶۱)

شروع کیا، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھڑے ہوگئے، جیسا کہ رسی سے کھول دیے گئے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کی حرکت پر کچھ ذکر نہیں فرمایا، اور نہ ہی آپ کے چہرہ پر اس کے متعلق کوئی اثرات دکھائی دیئے (مسند حمیدی، طحاوی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات اور انسان کی نظرِ بد سے حفاظت کے لئے بھی معوذتین کے پڑھنے کو مؤثر قرار دیا ہے، جس کا ذکر فصل نمبر ۳ میں گزر چکا ہے۔

اور جادو اور سحر میں ظاہر ہے کہ جنات وشیاطین کا دخل واثر ہوتا ہے، اس سے بھی معوذتین کے جادو اور سحر میں مؤثر ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

## نظر لگنے پر دَم کرنے کی دوسری مسنون دعاء

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُوْلُ إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حسین کو دَم کیا کرتے تھے، اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے باپ (حضرت ابراہیم) حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق کو ان کلمات کے ساتھ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ

یعنی میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعہ سے ہر شیطان اور موذی چیز اور ہر نظرِ بد

---

[1] رقم الحديث ۳۱۲۰، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى واتخذ الله إبراهيم خليلا.

سے پناہ طلب کرتا ہوں (بخاری)

اس طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

# نظر لگنے پر دَم کرنے کی تیسری مسنون دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

**كُنْتُ أَرْقِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَيْنِ ، فَأَضَعُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِهٖ، وَأَقُوْلُ: اِمْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا أَنْتَ** (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۹۹۵) [2]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر کا دم کیا کرتی تھی، میں اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر رکھ کر یہ دعاء پڑھتی تھی کہ:

**اِمْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ. بِيَدِكَ الشِّفَاءُ . لَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا أَنْتَ.**

’’تکلیف کو دور فرما دیجئے، اے لوگوں کے رب! آپ ہی کے ہاتھ میں شفاء ہے، اس کو آپ کے سوا کوئی دور نہیں کرسکتا (مسند احمد)

# نظر لگنے پر دَم کرنے کی چوتھی مسنون دعاء

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

[1] عن عبد الله :أن النبي صلى الله عليه وسلم كان قاعدا في أناس، فمر به الحسن والحسين، فقال :هاتوا ابني حتى أعوذهما بما عوذ به إبراهيم بنيه إسماعيل وإسحاق، أعيذكما بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة، ومن كل عين لامة(مسند البزار، رقم الحديث ۱۴۸۳)

قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله ثقوا(مجمع الزوائد، رقم الحديث ۱۷۴۴۹ ،باب الاستعاذة)

[2] قال شعيب الارنوؤط: إسناده صحيح على شرط مسلمَ ( حاشية مسند احمد)

أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِشْتَكَيْتَ يَا مُحَمَّدُ ؟ قَالَ "نَعَمْ "قَالَ " بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ، وَعَيْنٍ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ(مسند أحمد ، رقم الحديث،۱۱۲۲۵) [1]

ترجمہ: جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ اے محمد! آپ کو بیماری کی شکایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک (پھر) جبریل علیہ السلام نے یہ دعاء پڑھی:

**بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ. مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ. وَعَيْنٍ يَشْفِيْكَ. بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ.**

یعنی اللہ کے نام سے میں آپ پر دَم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے، اور ہر جاندار کے شر سے اور نظر لگنے سے اللہ آپ کو شفاء عطا فرمائے، اللہ کے نام سے میں آپ پر دَم کرتا ہوں (مسند احمد)

## نظر لگنے پر دَم کرنے کی پانچویں مسنون دعاء

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْدُهٗ، وَبِهٖ مِنَ الْوَجَعِ مَا يَعْلَمُ اللّٰهُ شِدَّةً ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعَشِيِّ، وَقَدْ بَرِءَ أَحْسَنَ بُرْءٍ فَقُلْتُ لَهٗ: دَخَلْتُ عَلَيْكَ غُدْوَةً وَبِكَ مِنَ الْوَجَعِ مَا يَعْلَمُ اللّٰهُ شِدَّةً، وَدَخَلْتُ عَلَيْكَ الْعَشِيَّةَ وَقَدْ بَرِئْتَ، فَقَالَ: يَا ابْنَ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبى نضرة -وهو المنذر بن مالك العبدى العوقى -فمن رجال مسلم، وهو ثقة(حاشية مسند احمد)

الصَّامِتِ إِنَّ جِبْرِيْلَ رَقَانِیْ بِرُقْيَةٍ بَرِئْتُ أَلَا أُعَلِّمُكَهَا؟قُلْتُ: بَلٰی. قَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُؤْذِيْكَ: مِنْ حَسَدِ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ، بِاسْمِ اللّٰهِ يَشْفِيْكَ (مسند أحمد ،رقم الحديث ۲۲۷۵۹) [1]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کی اس درد کی عیادت کے لئے حاضر ہوا، جس کی شدت کواللہ ہی جانتا ہے، پھر میں شام کے وقت آپ کے پاس حاضر ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل صحیح اور تندرست ہو چکے تھے، تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں آپ کے پاس صبح حاضر ہوا تھا، آپ کو اتنا سخت درد تھا، جس کی شدت کو اللہ ہی جانتا ہے، اور اب میں آپ کے پاس شام کو حاضر ہوا، اور آپ صحت یاب ہو چکے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابنِ صامت! مجھے حضرت جبریل نے ایک دَم کیا ہے، جس کی وجہ سے میں صحت یاب ہوگیا، کیا میں آپ کو وہ دَم بتلادوں؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! بتلا دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دَم یہ ہے:

**بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ. مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ حَسَدِ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ. بِاسْمِ اللّٰهِ يَشْفِيْكَ.**

’’اللہ کے نام سے میں آپ کو دَم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے، ہر حسد کرنے والے کے حسد اور نظر سے، اللہ کے نام سے جو آپ کو شفاء عطا فرمائے گا‘‘ (مسند احمد)

## نظر لگنے پر اعضاء دھوئے ہوئے پانی سے علاجِ نبوی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره (حاشية مسند احمد)

اِغْتَسَلَ أَبِیْ سَهْلُ بْنُ حُنَیْفٍ بِالْخَرَّارِ، فَنَزَعَ جُبَّةً کَانَتْ عَلَیْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ یَنْظُرُ، قَالَ: وَکَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أَبْیَضَ، حَسَنَ الْجِلْدِ، قَالَ: فَقَالَ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ: مَا رَأَیْتُ کَالْیَوْمِ وَلَا جِلْدَ عَذْرَاءَ، فَوُعِکَ سَهْلٌ مَکَانَهُ، فَاشْتَدَّ وَعْکُهُ، فَأَتَیٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَأُخْبِرَ أَنَّ سَهْلًا وُعِکَ وَأَنَّهُ غَیْرُ رَائِحٍ مَعَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ الَّذِیْ کَانَ مِنْ شَأْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَ یَقْتُلُ أَحَدُکُمْ أَخَاهُ، أَلَا بَرَّکْتَ، إِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ، تَوَضَّأْ لَهُ، فَتَوَضَّأَ لَهُ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ، فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بِهٖ بَأْسٌ (صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: میرے والد حضرت سہل بن حنیف نے خرار مقام میں غسل کیا، آپ نے اپنا پہنا ہوا جبہ اتارا، اور عامر بن ربیعہ ان کو دیکھ رہے تھے، اور حضرت سہل گورے اور خوبصورت بدن کے آدمی تھے، تو عامر بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے آج کی طرح خوبصورت جلد کسی کی نہیں دیکھی، تو حضرت سہل کو اسی وقت بخار چڑھ گیا، اور آپ کا بخار شدت اختیار کر گیا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اور حضرت امامہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ حضرت سہل کو بخار ہو گیا ہے، اور اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی معیت میں حاضری کے قابل نہیں ہیں، تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت سہل نے آپ کو عامر بن ربیعہ کی بات بتلائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی

---

[1] رقم الحدیث ۶۱۰۵، کتاب الرقیٰ والتمائم.

قال شعیب الارنؤوط: رجاله ثقات رجال الشیخین غیر محمد بن أبی أمامة، فقد روی له أصحاب السنن غیر الترمذی (حاشیة ابنِ حبان)

اپنے بھائی کو کیوں قتل کرنا چاہتا ہے (اور عامر بن ربیعہ کو فرمایا کہ) تم نے (ان کے خوبصورت بدن کو دیکھ کر) برکت کی دعاء کیوں نہ کی (مثلاً بارک اللہ کے الفاظ کیوں نہ کہے، تاکہ وہ نظر لگنے سے محفوظ رہتے) بے شک نظر لگنا حق ہے، تو آپ ان کے لئے وضو کیجئے (یعنی وضو کر کے اپنا وضو کا استعمال شدہ پانی ان کو دیجئے) تو عامر بن ربیعہ نے حضرت سہل کے لئے وضو کیا (جس کو حضرت سہل کے جسم پر بہایا گیا) تو فوراً ہی حضرت سہل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحت یاب ہو کر چل پڑے، اور آپ کو کوئی تکلیف نہ رہی (ابنِ حبان)

حضرت سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان سے یہ بات بیان کی کہ:

**أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ، وَسَارُوْا مَعَهٗ نَحْوَ مَكَّةَ، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِشِعْبِ الْخَزَّارِ مِنَ الْجُحْفَةِ، اِغْتَسَلَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَكَانَ رَجُلًا أَبْيَضَ، حَسَنَ الْجِسْمِ، وَالْجِلْدِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ أَخُوْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ وَهُوَ يَغْتَسِلُ، فَقَالَ :مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ، وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ فَلُبِطَ بِسَهْلٍ، فَأَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيْلَ لَهٗ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلْ لَكَ فِيْ سَهْلٍ ؟ وَاللّٰهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ، وَمَا يُفِيْقُ، قَالَ:هَلْ تَتَّهِمُوْنَ فِيْهِ مِنْ أَحَدٍ ؟قَالُوْا:نَظَرَ إِلَيْهِ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ:عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ ؟ هَلَّا إِذَا رَأَيْتَ مَا يُعْجِبُكَ بَرَّكْتَ ؟ثُمَّ قَالَ لَهٗ:اِغْتَسِلْ لَهٗ،فَغَسَلَ وَجْهَهٗ، وَيَدَيْهِ، وَمِرْفَقَيْهِ، وَرُكْبَتَيْهِ، وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ، وَدَاخِلَةَ إِزَارِهٖ فِيْ قَدَحٍ، ثُمَّ صُبَّ ذٰلِكَ الْمَاءُ عَلَيْهِ، يَصُبُّهٗ رَجُلٌ عَلٰى رَأْسِهٖ، وَظَهْرِهٖ مِنْ خَلْفِهٖ، يُكْفِءُ الْقَدَحَ وَرَاءَهٗ، فَفَعَلَ بِهٖ ذٰلِكَ، فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ** (مسند

احمد، رقم الحدیث ۱۵۹۸۰)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف چلے، یہاں تک کہ جب مقامِ جُحفہ کی وادی حزار میں پہنچے، تو سہل بن حنیف نے غسل کیا، اور وہ گورے رنگ کے اور خوبصورت جسم اور خوبصورت چمڑی والے آدمی تھے، تو ان کی طرف بنو عدی بن کعب کے شخص عامر بن ربیعہ نے دیکھا، جب کہ وہ غسل کر رہے تھے، اور یہ کہا کہ میں نے آج تک ایسی خوبصورت چمڑی والا نہیں دیکھا، پس یہ کہتے ہی حضرت سہل گر پڑے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! سہل کا کچھ کیجیے، اللہ کی قسم وہ تو نہ اپنا سر اٹھاتے ہیں، اور نہ ہی ہوش میں آتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کسی پر اس کے متعلق اندیشہ رکھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ انہیں عامر بن ربیعہ نے دیکھا تھا (اور یہ کہا تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کو بلا کر ان پر غصہ کا اظہار فرمایا، اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے؟ جب آپ نے وہ چیز دیکھی، جو آپ کو پسند آئی، تو آپ نے برکت کی دعاء کیوں نہیں کی؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کے لئے اپنے اعضاء کو دھوؤ، تو انہوں نے اپنے چہرہ کو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو، اور اپنی کہنیوں کو، اور اپنے گھٹنوں کو اور اپنے پیروں کے کناروں کو اور اپنے ناف کے نیچے والے حصہ کو ایک برتن میں دھویا، پھر وہ پانی سہل بن حنیف کے اوپر ڈالا گیا، ایک آدمی ان کے سر پر، اور ان کے پیچھے سے کمر پر پانی ڈالتا تھا، برتن کو ان کے پیچھے الٹا دیا گیا، اس عمل کے فوراً بعد ہی حضرت سہل لوگوں کے ساتھ اٹھ کر چل پڑے، ان کو کوئی بھی تکلیف نہ رہی (مسند احمد)

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح (حاشیۃ مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ، فَيَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِيْنُ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: جس کی نظر لگ جاتی، اس کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ وضو کرے، پھر اس کے پانی سے وہ غسل کرے، جس کو نظر لگ گئی ہے (ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نظر لگنے کے بعد اعضائے مغسولہ کے پانی سے نظر لگ جانے والے کو غسل کرانے کا رواج تھا، مگر آج کل لوگوں کو اس عمل کا علم تک بھی نہیں، اور اگر کسی کو معلوم ہو جائے، تو وہ اس عمل کو حیرت و تعجب کی نظر سے دیکھے گا، یہ سب کچھ مسنون اعمال سے دوری ولاعلمی کا نتیجہ ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :اَلْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا (مسلم) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر لگنا حق ہے، اور اگر کوئی چیز تقدیر پر آگے بڑھ جاتی، تو وہ نظر لگنا ہوتی، اور جب تم سے (تمہاری نظر لگ جانے کے بعد علاج کے لئے) اعضا کو دھو کر پانی طلب کیا جائے، تو تم اعضا دھو کر پانی دے دیا کرو (مسلم)

جب کسی شخص کی دوسرے کو نظر لگ جائے، اور جس کی نظر لگی ہے، اس کا علم ہو کہ وہ کون ہے، تو اس نظر کے علاج کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس شخص کے اعضائے وضو کو دھو کر اس کا پانی نظر لگنے والے کے جسم پر ڈالا جاتا ہے، تو جب اس علاج کے لئے نظر لگانے والے شخص سے اپنے اعضائے مخصوصہ کو دھو کر اس کا پانی طلب کیا جائے، تو اسے اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے،

---

[1] رقم الحديث ٣٨٨٠، كتاب الطب، باب ما جاء فى العين
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابى داؤد)

[2] رقم الحديث ٢١٨٨ "٤٢" كتاب السلام، باب الطب والمرض والرقى.

بلکہ پانی دے دینا چاہیئے۔ [1]

اس طرح کی احادیث کی روشنی میں بعض محدثین نے فرمایا کہ جب اس شخص سے اعضاء دھو کر پانی طلب کیا جائے، جس کی نظر لگی ہے، تو اس پر اپنے اعضاء دھو کر پانی دینا واجب ہوجاتا ہے، اوراس کواس سے منع کرنا جائز نہیں ہوتا۔

اس لئے اسے برا منانے کا بھی حق نہیں، اوراس میں نظر لگانے والے کی اصلاح کا سامان بھی ہے کہ آئندہ اس کی نظر دوسروں کو لگنے کے امکانات کم ہوں گے۔ [2]

اوراعضاء دھو کر پانی دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے چہرہ کواوراپنے دونوں ہاتھوں کواوراپنی کہنیوں کواوراپنے گھٹنوں کواورٹخنوں سے نیچے نیچے تک اپنے دونوں پاؤں کواوراپنے ناف کی نیچے والے حصہ کوکسی برتن میں دھوئے، اور یہ پانی اس کے جسم پر ڈالا جائے، جس

---

[1] (لو كان شيء سابق القدر) بالمعنى المار (لسبقته العين وإذا استغسلتم فاغسلوا) أى إذا سئلتم فأجيبوا إليه بأن يغسل العائن وجهه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه وداخلة إزاره فى قدح ثم يصبه على المصاب ذكره الإمام مالك ومن قال لا يجعل الإناء فى الأرض فهو زيادة تحكم فإن قيل :فأى فائدة وأى مناسبة فى ذلك لبرء المعيون قلنا :إن قال هذا متشرع قلنا الله ورسوله أعلم أو متفلسف قلنا له انكص القهقرى أليس عندكم أن الأدوية قد تفعل بقواها وطباعها وقد تفعل بمعنى لا يعقل فى الطبيعة ولا الصناعة (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۷۴۷۵)

[2] ج -الاستشفاء من إصابة العين:

صرح العلماء بوجوب الاغتسال للاستشفاء من إصابة العين، فيؤمر العائن بالاغتسال، ويجبر إن أبى، لما روى عن عائشة رضى الله عنها قالت :كان يؤمر العائن فيتوضأ، ثم يغتسل منه المعين. والأمر حقيقة للوجوب، ولا ينبغى لأحد أن يمنع أخاه مما ينتفع به، ولا يضره هو، ولا سيما إذا كان هو الجانى عليه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳ ص ۳۱، ۳۲ ، مادة "تعويذ")

ب -الغسل:

يجب على العائن إذا دعاه المعين للاغتسال أن يغتسل لما روى ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :العين حق، ولو كان شىء سابق القدر لسبقته العين، وإذا استغسلتم فاغسلوا .

قال الذهبى :قوله صلى الله عليه وسلم :استغسلتم أى إذا طلب منكم من أصبتموه بالعين أن تغسلوا له فأجيبوه وهو أن يغسل العائن وجهه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه وداخلة إزاره فى قدح ثم يصب على المعين ويكفأ القدح وراءه على ظهر الأرض وقيل :يغسله بذلك حين يصبه عليه فيبرأ بإذن الله تعالى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱ص ۱۲۱ ، مادة "عين")

کو نظر لگ گئی ہے۔ [1]

گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظرِ بد کے اثر کو توڑنے کی یہ ایک انتہائی سادہ و یکسین تجویز فرمائی ہے، جس میں نہ کوئی خرچ ہے اور نہ دشواری۔

رہا یہ کہ ان مخصوص اعضاء کو دھونے کا ہی کیوں حکم دیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ان مخصوص اعضاء کے دُھلے ہوئے پانی سے ہی نظر کے اثرات کا ازالہ ممکن تھا، جس کی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی، اور ویسے بھی انسان کے اطراف اور کنارے اور نقل وحرکت کرنے والے اہم اعضاء چہرہ، ہاتھ، پاؤں اور شرمگاہ ہی ہیں، ان کے اثرات دوسرے اعضاء کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [2]

---

[1] ويؤمر العائن بالاغتسال ويجبر إن أبى، لأن الأمر حقيقة للوجوب ولا ينبغى لأحد أن يمنع أخاه ما ينتفع به أخوه ولا يضره هو لاسيما إذا كان سببه، وهو الجانى عليه.

والاغتسال هو أن يغسل وجهه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه وداخلة إزاره فى قدح ثم صب عليه، ويروى :ويديه إلى المرفقين والركبتين.

وقال أبو عمر :وأحسن شىء فى تفسير الاغتسال ما وصفه الزهرى راوى الحديث الذى عند مسلم :يؤتى بقدح من ماء ثم يصب بيده اليسرى على كفه اليمنى، ثم بكفه اليمنى على كفه اليسرى ثم يدخل يده اليسرى فيصب بها على مرفق يده اليمنى ثم بيده اليمنى على مرفق يده اليسرى، ثم يغسل قدمه اليمنى ثم يدخل اليمنى فيغسل قدمه اليسرى، ثم يدخل يده اليمنى فيغسل الركبتين، ثم يأخذ داخلة إزاره فيصب على رأسه صبة واحدة ولا يضع القدم حتى يفرغ، وأن يصب من خلفه صبة واحدة يجرى على جسده، ولا يوضع القدح فى الأرض، ويغسل أطرافه وركبتيه وداخلة إزاره فى القدح .قال النووى :ولا يوضع القدح فى الأرض ولا يغسل ما بين المرفقين والكفين.

واختلفوا فى داخلة إزاره، فقيل :هو الطرف المتدلى الذى يلى حقوه الأيمن، وقيل :داخلة الإزار هى المئزر، والمراد بداخلته ما يلى الجسد منه، وقيل :المراد موضعه من الجسد، وقيل :مذاكره، وقيل :المراد وركه إذ هو معقد الإزار (عمدة القارى، ج۲۱، ص۲۶۶ و ۲۶۷، باب العين حق)

[2] وأما الزيادة الثانية، وهى أمر العائن بالاغتسال، عند طلب المعيون منه ذلك، ففيها إشارة إلى أن الاغتسال لذلك، كَانَ معلوما بينهم، فأمرهم أن لا يمتنعوا منه، إذا أريد منهم، وأدنى ما فِى ذلك رفع الوهم الحاصل فِى ذلك، وظاهر الأمر الوجوب .وحكى المازرى فيه خلافا، وصحح الوجوب، وَقَالَ :متى خشى الهلاك، وكان اغتسال العائن مما جرت العادة بالشفاء به، فإنه يتعين، وَقَدْ تقرر أنه يجبر عَلَى بذل الطعام للمضطر، وهذا أولى.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آج کل بعض ناواقف لوگوں خاص کر عورتوں میں نظر لگنے سے حفاظت کے لئے مختلف غیر شرعی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولـم يبيـن فِـي حـديث ابن عبّاس صفة الاغتسال، وَقَدْ وقعت فِي حديث سهل بن حنيف عند أحمد، والنسائى فِي "الكبرى"، وصـححه ابن حبّان، منْ طريق الزهرىّ، عن أبى أمامة بن سهل بن حنيف، أن أبـاه حدثه أن النبىّ -صـلى الله عليه وسلم -، خـرج وسـاروا معه نحو ماء ، حَتَّى إذا كانوا بشعب الـخرار منْ الجحفة، اغتسل سهل بن حنيف، وكان أبيض حسن الجسم والجلد، فنظر إليه عامر بن ربيعة، فَقَالَ :ما رأيت كاليوم، ولا جلد مخبأة، فلُبط -أى صرع وزنا ومعنى -سهل، فأُتى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فَقَالَ" :هل تتهمون به منْ أحد؟ "قالوا :عامر بن ربيعة، فدعا عامرا، فتغيظ عليه، فَقَالَ " :عـلام يـقتل أحدكم أخاه، هلا إذا رأيت ما يعجبک، بَرّكت؟ "ثم قَالَ" :اغتسل له، فـغسـل وجهـه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه وداخلة إزاره فِي قدح، ثم يَصُبُّ ذلک الماء عليه رجل منْ خلفه عَلَى رأسه وظهره، ثم يكفأ القدح، ففعل به ذلک، فراح سهل مع النَّاس ليس به بأس "، لـفـظ أحـمـد مـنْ رواية أبى أويس، عن الزهرىّ، ولفظ النسائىّ، منْ رواية ابن أبى ذئب، عن الزهرىّ بهذا السند" :أنـه يصب صبةً عَلَى وجهه بيده اليمنى، وكذلک سائر أعضائه صبة صبة فِي القدح"، وَقَالَ فِي آخر " :ثـم يكفأ القدح وراء ه عَلَى الأرض ."ووقـع فِي رواية ابن ماجه منْ طريق ابن عيينة، عن الزهرىّ، عن أبى أمامة :أن عامر بن ربيعة مر بسهل بن حنيف، وهو يغتسل ...فذكر الْـحَدِيث، وفيه" :فـليدع بالبركة"، ثـم دعـا بـمـاء فـأمـر عامرا أن يتوضأ، فيغسل وجهه ويديه إلى الـمرفقين، وركبتيه وداخلة إزاره، وأمره أن يصب عليه، قَالَ سفيان :قَالَ معمر، عن الزهرىّ :وأمر أن يكفأ الإناء منْ خلفه.

قَالَ المازرى :المراد بداخلة الإزار الطرف المتدلى، الذى يلى حِقْوَهُ الأيمن، قَالَ :فظن بعضهم أنه كناية عن الفرج .انتهى.

وزاد عياض :أن الـمراد ما يلى جسده منْ الإزار، وقيل :أراد موضع الإزار منْ الجسد .وقيل :أراد وركه؛ لأنه معقد الإزار، والحديث فِي "الموطإ"، وفيه :عن مالک، حدثنى محمد بن أبى أمامة بن سهـل، أنه سمع أباه، يقول :اغتسل سهل ...فـذكر نحوه، وفيه :فـنزع جبة كانت عليه، وعامر بن ربيعة ينظر، فَقَالَ :مـا رأيت كاليوم ولا جلد عذراء ، فوُعِک سهل مكانه، واشتد وعكة، وفيه" :ألا بَرّكت، إن العين حق، توضأ له"، فتوضأ له عامر، فراح سهل ليس به بأس.

(تنبيهات):

(الأول) :اقتـصـر النووىّ فِي "الأذكار "عَـلَـى قوله :الاسـتـغـسـال أن يـقـال للعائن :اغسل داخلة إزارک مـمـا يـلـى الـجـلد، فإذا فعل صبه عَلَى المنظور إليه، وهذا يوهم الاقتصار عَلَى ذلک، وهو عجيب، ولاسيما وَقَدْ نقل فِي "شرح مسلم "كلام عياض بطوله.

(الثانى ) :قَالَ المازرى :هَـذَا الـمـعـنـى مما لا يمكن تعليله، ومعرفة وجهه منْ جهة العقل، فلا يردّ؛ لـكونه لا يعقل معناه .وَقَالَ ابن العربى :إن تـوقف فيه متشرع، قلنا له :قل :الله ورسوله أعلم، وَقَدْ عضدته التجربة، وصدقته المعاينة، أو متفلسف، فالرد عليه أظهر؛ لأن عنده أن الأدوية تفعل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ٹونے ٹوٹکے رائج ہیں، ان چیزوں کی مسنون اعمال کے مقابلہ میں اہمیت نہیں، لہٰذا ان پر اعتماد کرنے کے بجائے مسنون طریقوں سے علاج معالجہ کرنا چاہئے۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بقواها، وَقَدْ تفعل بمعنى لا يدرك، ويسمون ما هَذَا سبيله الخواص .وَقَالَ ابن القيم :هذه الكيفية لا ينتفع بها منْ أنكرها، ولا منْ سَخِر منها، ولا منْ شك فيها، أو فعلها مجربا غير معتقد، وإذا كَانَ فِى الطبيعة خواص، لا يعرف الأطباء عللها، بل هى عندهم خارجة عن القياس، وإنما تفعل بالخاصية، فما الذى تنكر جهلتهم منْ الخواص الشرعية، هَذَا مع أن فِى المعالجة بالاغتسال مناسبة، لا تأباها العقول الصحيحة، فهذا ترياق سم الحية، يؤخذ منْ لحمها، وهذا علاج النفس الغضبية، توضع اليد عَلَى بدن الغضبان، فيسكن، فكأن أثر تلك العين كشعلة نار، وقعت عَلَى جسد، ففى الاغتسال إطفاء لتلك الشعلة، ثم لما كانت هذه الكيفية الخبيثة، تظهر فِى المواضع الرقيقة منْ الجسد؛ لشدة النفوذ فيها؛ ولا شىء أرق منْ المغابن، فكان فِى غسلها إبطال لعملها، ولاسيما أن للأرواح الشيطانية فِى تلك المواضع اختصاصا، وفيه أيضًا وصول أثر الغسل إلى القلب منْ أرق المواضع، وأسرعها نفاذا، فتنطفىء تلك النار التى أثارتها العين بهذا الماء .

(الثالث ) :هَذَا الغسل ينفع بعد استحكام النظرة، فأما عند الإصابة، وقبل الاستحكام فقد أرشد الشارع إلى ما يدفعه بقوله فِى قصة سهل بن حنيف المذكورة، كما مضى" :ألا بَرَّكْتَ عليه"، وفى رواية ابن ماجه" :فليدع بالبركة"، ومثله عند ابن السنى منْ حديث عامر بن ربيعة .وأخرج البزار وابن السنى منْ حديث أنس -رضى الله عنه -رفعه" :منْ رأى شيئاً فأعجبه، فَقَالَ :ما شاء الله لا قوة إلا بالله، لم يضره."

وفى الْحَدِيث منْ الفوائد أيضًا :أن العائن إذا عُرِف يُقضَى عليه بالاغتسال، وأن الاغتسال منْ النشرة النافعة، وأن العين تكون مع الإعجاب، ولو بغير حسد، ولو منْ الرجل المحب، ومن الرجل الصالح، وأن الذى يعجبه الشىء ، ينبغى أن يبادر إلى الدعاء للذى يعجبه بالبركة، ويكون ذلك رقية منه، وأن الماء المستعمل طاهر، وفيه جواز الاغتسال بالفضاء ، وأن الإصابة بالعين قد تقتل، وقد اختُلف فِى جريان القصاص بذلك، فَقَالَ القرطبىّ :لو أتلف العائن شيئا ضمنه، ولو قتل فعليه القصاص، أو الدية إذا تكرر ذلك منه، بحيث يصير عادة، وهو فِى ذلك كالساحر عند منْ لا يقتله كفرا .انتهى .ولم يتعرض الشافعيّة للقصاص فِى ذلك، بل منعوه، وقالوا :إنه لا يقتل غالبا، ولا يعد مهلكا .وَقَالَ النووىّ فِى "الروضة :"ولا دية فيه، ولا كفارة؛ لأن الحكم إنما يترتب عَلَى منضبط عام، دون ما يختص ببعض النَّاس، فِى بعض الأحوال، مما لا انضباط له، كيف ولم يقع منه فعل أصلا، وإنما غايته حسد، وتمن لزوال نعمة، وأيضًا فالذى ينشأ عن الإصابة بالعين حصول مكروه لذلل الشخص، ولا يتعين ذلك المكروه فِى زوال الحياة، فقد يحصل له مكروه بغير ذلك منْ أثر العين .انتهى.

ولا يعكر عَلَى ذلك إلا الحكم بقتل الساحر، فإنه فِى معناه، والفرق بينهما فيه عسر، ونقل ابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جب کسی کو نظر لگ جائے، تو اس پر مسنون دعائیں پڑھ کر دَم بھی کیا جاسکتا ہے، اور جس کی نظر لگ گئی ہو، اگر وہ معلوم ہو اور ممکن ہو، تو اس کے مخصوص اعضاء کو مذکورہ طریقہ پر دھوکر، اس پانی سے جس شخص کو نظر لگ گئی ہو، اسے نہلایا بھی جاسکتا ہے۔ [1]

اور جب کسی شخص کے بارے میں یہ مشہور ہو کہ اس کی کثرت سے دوسروں کو نظر لگتی ہے، تو اس سے حفاظتی نکتۂ نظر سے بچ کر رہنے میں کوئی حرج نہیں، اور ایسے شخص کو اپنے سے دور رکھنے کی بھی اجازت ہے، بلکہ ایسے شخص کے بارے میں اسلامی قانون میں حکومت کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ اس کو لوگوں کے ساتھ میل جول اور گھلنے ملنے سے منع کیا جائے۔ [2]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بطال عن بعض أهل العلم، أنه يبغى للإمام منع العائن إذا عُرِفَ بذلک، منْ مداخلة النَّاس، وأن يلزم بيته، فإن كادُ فقيرا رزقه ما يقوم به، فإن ضرره أشد منْ ضرر الْمَجْذُوم، الذى أمر عمر رضى الله عنه بمنعه منْ مخالطة النَّاس، وأشد منْ ضرر الثوم الذى منع الشارع آكله منْ حضور الجماعة، قَالَ النوويّ :وهذا القول صحيح متعين، لا يعرف عن غيره تصريح بخلافه .انتهى "فتح ١١/٣٦١-٣٦٤ "وهو بحث نفيس جدًّا .والله تعالى أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب(شرح سنن النسائى المسمى ذخيرة العقبى فى شرح المجتبى .لمحمد بن على بن آدم بن موسى الاثيوبى الولوى، ج٠٣ص ٤٦ الىٰ ٤٩، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من عين الجان

[1] ج -الرقية:

الرقى مما يستطب به للإصابة بالعين مشروع لما روى عن عائشة رضى الله عنها قالت :أمرنى النبى صلى الله عليه وسلم أو أمر أن يسترقى من العين وعن أم سلمة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وسلم أنه رأى فى بيتها جارية فى وجهها سفعة فقال :استرقوا لها فإن بها النظرة .

وقال الذهبى :الرقى والتعاوذ إنما تفيد إذا أخذت بقبول وصادفت إجابة وأجلا، فالرقى والتعوذ التجاء إلى الله سبحانه وتعالى ليهب الشفاء كما يعطيه بالدواء.

وقال ابن القيم :إنما يسترقى من العين إذا لم يعرف العائن .أما إذا عرف العائن الذى أصابه بعينه فإنه يؤمر بالاغتسال (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٣١ص ١٢٢ ، مادة "عين")

[2] عقوبة العائن:

قال المالكية :إذا أتلف العائن شيئا فإنه يضمنه أما إذا قتل بعينه فعليه القصاص أو الدية إذا تكرر منه ذلک بحيث يصير عادة.

ونقل ابن حجر عن النووى قوله :لا يقتل العائن ولا دية ولا كفارة عليه لأن الحكم إنما يترتب على الأمر المنضبط العام دون ما يختص ببعض الناس وبعض الأحوال مما لا انضباط له، كيف ولم يقع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ جس کونظر لگ گئی ہو، اس پر جس طرح مسنون دعاؤں کو پڑھ کردم کرنا جائز ہے، اسی طرح ان دعاؤں کو پانی وغیرہ پردَم کر کے پلانا بھی جائز ہے۔
اور بعض حضرات نے کسی چیز، مثلاً کاغذ یا برتن پرلکھ کراُسے پانی سے دھوکر مریض کو پلانے کی بھی اجازت دی ہے۔
لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ مسنون طریقہ پردَم کرنا اور ممکن ہوتو جس کی نظر لگ گئی ہو، اس کے مخصوص اعضائے مغسولہ کے پانی سے نظر لگنے والے کونہلانا زیادہ باعثِ برکت عمل ہے، کیونکہ یہ طریقہ معتبر احادیث سے ثابت ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

منه فعل أصلا، وإنما غايته حسد وتمن لزوال النعمة، وأيضا فالذى ينشأ عن الإصابة بالعين حصول مكروه لذلك الشخص ولا يتعين ذلك المكروه فى زوال الحياة، فقد يحصل له مكروه بغير ذلك من أثر العين .والنقول من مختلف المذاهب متضافرة على ما ذكره ابن بطال من كون الإمام يمنع العائن من مخالطة الناس إذا عرف بذلك ويجبره على لزوم بيته؛ لأن ضرره أشد من ضرر المجذوم وآكل البصل والثوم فى منعه من دخول المساجد، وإن افتقر فبيت المال تكفيه الحاجة لما فى ذلك من المصلحة وكف الأذى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱ص ۱۲۳، مادة "عين")

د -المعروف بالإصابة بالعين وما عليه:
نقل ابن بطال عن بعض العلماء ، أنه ينبغى إذا عرف واحد بالإصابة بالعين أن يجتنب ويحترز منه، وينبغى للإمام منعه من مداخلة الناس، ويلزمه بيته، وإن كان فقيرا رزقه ما يكفيه، فضرره أكثر من ضرر آكل الثوم والبصل الذى منعه النبى صلى الله عليه وسلم من دخول المسجد لئلا يؤذى الناس، ومن ضرر المجذوم الذى منعه عمر رضى الله عنه .وقال النووى :هذا القول صحيح متعين، لا يعرف عن غيره تصريح بخلافه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳ ص ۳۲ ، مادة "تعويذ")

[1] وروى عن هشام بن عروة، عن أبيه، "أنه كان إذا رأى من ماله شيئا يعجبه، أو دخل حائطا من حيطانه، قال :ما شاء الله، لا قوة إلا بالله ."

وروى عن عائشة، أنها كانت لا ترى بأسا أن يعوذ فى الماء ، ثم يعالج به المريض.
وقال مجاهد :لا بأس أن يكتب القرآن ويغسله، ويسقيه المريض.
ومثله عن أبى قلابة، وكرهه النخعي، وابن سيرين.
وروى عن ابن عباس، أنه أمر أن يكتب لامرأة تعسر عليها ولادتها، آيتين من القرآن وكلمات، ثم يغسل وتسقى. رجلا كان به وجع.
يعنى :الجنون (شرح السنة للبغوى، كتاب الطب والرقى، باب ما رخص فيه من الرقى)

(فصل نمبر ۵)

# جان، مال وغیرہ کی حفاظت کی چند مسنون دعائیں

کئی احادیث میں مختلف ایسی دعاؤں کا ذکر آیا ہے کہ ان کا اہتمام کرنے سے جان و مال اور دوسری نعمتوں کی نظرِ بد وغیرہ سے حفاظت رہتی ہے، ان چیزوں کو نظرِ بد سے محفوظ رکھنے کے لئے مسنون دعاؤں کا بھی اہتمام کرنا مفید ہے، جن میں سے چند دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## نعمتوں سے محروم نہ ہونے کی مسنون دعاء

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کی برکت سے محروم نہ ہونے اور جو چیزیں حاصل نہیں، ان کے فتنہ سے حفاظت کے لئے اس دعاء کا اہتمام کرنا چاہئے:

**اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَئِیْ . وَعَمْدِیْ. وَھَزْلِیْ . وَجَدِّیْ. وَلَا تَحْرِمْنِیْ بَرَکَةَ مَا أَعْطَیْتَنِیْ. وَلَا تَفْتِنِّیْ فِیْمَا حَرَمْتَنِیْ.**

ترجمہ: اے اللہ! میری مغفرت فرمادیجئے، میری خطاؤں کی بھی، اور میرے جان بوجھ کر اور مذاق کے اور حقیقت کے گناہوں کی بھی، اور مجھے ان نعمتوں کی برکت سے محروم نہ فرمائیے، جو آپ نے مجھے عطا کی ہیں، اور مجھے ان چیزوں کے متعلق فتنہ میں مبتلا نہ کیجئے، جن سے آپ نے مجھے محروم رکھا ہے (طبرانی) [1]

---

[1] عن أبی بن کعب قال :قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :ألا أعلمک ما علمنی جبریل صلی اللہ علیہ وسلم؟ ، قلت :بلی یا رسول اللہ قال :قل :اللھم اغفر لی خطئی، وعمدی، وھزلی، وجدی، ولا تحرمنی برکة ما أعطیتنی، ولا تفتنی فیما حرمتنی(المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۷۱۱۰)

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الأوسط، ورجالہ رجال الصحیح غیر عصمة أبی حکیمة، وھو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۳۵۹)

# جسم اور اعضاء کی حفاظت وسلامتی کی مسنون دعاء

قوتِ سماعت و بصارت کی حفاظت اور دین وجسم کی عافیت وسلامتی اور دشمنوں پر غلبہ پانے کی دعاء اس طرح کرنی چاہئے:

**اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ حَتّٰى تَجْعَلَهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ. وَعَافِنِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَجَسَدِيْ. وَانْصُرْنِيْ مِمَّنْ ظَلَمَنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ فِيْهِ ثَأْرِيْ . اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ . وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ . وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ. وَخَلَّيْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ . لَا مَلْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ . آمَنْتُ بِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ . وَبِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ .**

ترجمہ: اے اللہ! مجھے میری سماعت اور بصارت سے فائدہ پہنچایئے، یہاں تک کہ ان کو میرا وارث بنا دیجئے (یعنی میری زندگی تک باقی رکھئے) اور مجھے میرے دین اور میرے جسم میں عافیت (وسلامتی) عطا فرمایئے، اور مجھ پر جو ظلم کرے، اس کے خلاف میری مدد فرمایئے، یہاں تک کہ مجھے اس کے اندر میرا بدلہ دکھا دیجئے۔

اے اللہ! میں نے اپنی جان آپ کے حوالہ کردی، اور میں نے اپنے معاملہ کو آپ کی طرف سپرد کردیا، اور میں نے اپنی پشت آپ کے حوالہ کردی، اور میں نے اپنے چہرہ کو تنہا آپ کی طرف کردیا، آپ کے علاوہ کسی کی طرف ٹھکانہ نہیں، میں آپ کے رسول پر ایمان لایا، جس کو آپ نے بھیجا، اور آپ کی کتاب پر ایمان

لایا، جسے آپ نے نازل فرمایا (حاکم) ؎۱

## زمین اور گھر میں برکت اور کھیتی کی حفاظت کی مسنون دعاء

زمین اور گھر میں برکت اور کھیتی کی آفات و بلیات سے حفاظت کی دعاء اس طرح کرنی چاہئے:

**اَللّٰهُمَّ ضَعْ فِيْ أَرْضِنَا بَرَكَتَهَا. وَزِيْنَتَهَا. وَسَكَنَهَا.**

ترجمہ: اے اللہ! ہماری زمین میں اس کی برکت کو، اور اس کی زینت اور اس کے رہنے والوں کی رونق کو رکھ دیجئے (طبرانی) ؎۲

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو جمع کرنے والی دعاء

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک جامع دعاء تعلیم فرمائی، جس میں نبی

---

؎۱ عن علی رضی الله عنه، قال: كان من دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللهم متعني بسمعي وبصري حتى تجعلهما الوارث مني، وعافني في ديني وجسدي، وانصرني ممن ظلمني حتى تريني فيه ثأري، اللهم إني أسلمت نفسي إليك، وفوضت أمري إليك، وألجأت ظهري إليك، وخليت وجهي إليك، لا ملجأ منك إلا إليك، آمنت برسولك الذي أرسلت، وبكتابك الذي أنزلت(مستدرك حاكم ،رقم الحديث ، رقم الحديث ۱۹۳۳)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه .وحسين بن علي هذا الذي روى عنه موسى بن عقبة، وهو حسين الأصغر الذي أدركه عبد الله بن المبارك، وروى عنه حديث مواقيت الصلاة.

وقال ابن حجر: هذا حديث حسن، ورواته ثقات، أخرجه الحاكم وصححه (نتائج الافكار لابن حجر، ج۳، ص۸۷،باب :ما يقول إذا أراد النوم واضطجع على فراشه، المجلس ۲۳۸)

وقال الالباني: صحيح (صحيح الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ۱۲۶۹)

؎۲ عن سمرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يدعو :اللهم ضع في أرضنا بركتها، وزينتها، وسكنها (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۴۶۹۲، فوائد تمام، رقم الحديث ۸۰)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وإسناده جيد. (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۴۲۵)

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دعاؤں کا اصولی انداز میں ذکر ہے، وہ دعاء یہ ہے:

**اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ . مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ . وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ. مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ . وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهٖ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ . اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ. وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ . وَأَسْأَلُکَ أَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَهٗ لِیْ خَیْرًا.**

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے دنیاوآخرت کی تمام خیر کی چیزوں کا سوال کرتا ہوں، جن کا مجھے علم ہے ان کا بھی، اور جن کا مجھے علم نہیں ہے ان کا بھی، اور میں آپ کے ذریعے سے دنیاوآخرت کی تمام شر والی چیزوں سے پناہ (و حفاظت) طلب کرتا ہوں، جن کا مجھے علم ہے ان سے بھی، اور جن کا مجھے علم نہیں ان سے بھی، اے اللہ! میں آپ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا آپ سے آپ کے بندے اور نبی نے سوال کیا، اور میں آپ کے ذریعے سے اس شر سے پناہ (وحفاظت) مانگتا ہوں، جس کی پناہ (وحفاظت) آپ کے بندے اور نبی نے مانگی، اے اللہ! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور ایسے قول یا عمل کا بھی جو جنت کے قریب کرے، اور میں آپ کے ذریعے سے جہنم سے پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں، اور ایسے قول یا عمل سے بھی جو جہنم کے قریب کرے، اور میں آپ

سے سوال کرتا ہوں کہ جو بھی آپ میرے لئے فیصلہ فرمائیں، وہ خیر والا فرمائیں

(ابنِ ماجہ) ۱

اس طرح کی دعاء ایک اور سند سے بھی مروی ہے، مگر اس کو بعض حضرات نے غریب اور ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

فقط

وَاللّٰہُ سُبُحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعُلَمُ وَعِلُمُہٗ اَتَمُّ وَاَحُکَمُ.

محمد رضوان

۲۳/ربیع الاول/۱۴۳۶ھ 15/جنوری/2015ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

---

۱ عن عائشة، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -علمها هذا الدعاء " :اللهم إنى أسألک من الخير كله، عاجله وآجله، ما علمت منه وما لم أعلم، وأعوذ بک من الشر كله، عاجله وآجله، ما علمت منه وما لم أعلم، اللهم إنى أسألک من خير ما سألک عبدک ونبيک، وأعوذ بک من شر ما عاذ به عبدک ونبيک، اللهم إنى أسألک الجنة وما قرب إليها من قول أو عمل، وأعوذ بک من النار وما قرب إليها من قول أو عمل، وأسألک أن تجعل كل قضاء قضيته لى خيرا "(سنن ابنِ ماجه،رقم الحديث ۳۸۴۶، كتاب الدعاء، باب الجوامع من الدعاء ،دار إحياء الكتب العربية، مسند احمد رقم الحديث ۲۵۰۱۹ ،مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۹۹۵۷، مستدرک حاكم رقم الحديث ۱۹۱۴)

قال شعيب الانؤوط: اسناده صحيح(حاشية ابنِ ماجه،حاشية مسند احمد)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ، ولم يخرجاه.

۲ عن أبى أمامة، قال :دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بدعاء كثير لم نحفظ منه شيئا، قلنا :يا رسول الله دعوت بدعاء كثير لم نحفظ منه شيئا، فقال " :ألا أدلكم على ما يجمع ذلک كله، تقول :اللهم إنا نسألک من خير ما سألک منه نبيک محمد صلى الله عليه وسلم ونعوذ بک من شر ما استعاذ منه نبيک محمد صلى الله عليه وسلم، وأنت المستعان، وعليک البلاغ، ولا حول ولا قوة إلا بالله (سنن الترمذى ،رقم الحديث ۳۵۲۱)